استبقوا الخیرات

مجلسِ خدّام الاحمدیّہ مرکزیّہ کا ترجمان

فروری ۱۹۶۵ء

چندہ سالانہ ۶ روپے

فی پرچہ ۶۲ پیسے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(المصلح الموعود)

ادارۂ تحریر
مدیر:- رشید احمد ثاقب ؛ نائب:- لطف الرحمٰن محمود

شمارہ ۴	فروری ۱۹۶۵ء	تبلیغ ۱۳۴۴ھش	جلد ۱۱

مندرجات

(سید عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ادارہ

ماہنامہ خالد کی خصوصی پیشکش

"خلافتِ ثانیہ نمبر" کے متعلق قارئین کی آراء

خالد کے "خلافتِ ثانیہ نمبر" کی اشاعت پر ادارہ کو قارئین کرام کی طرف سے کثرت سے آراء موصول ہو رہی ہیں۔ خدائے ذو المجد کا جس قدر شکر کیا جائے کم ہے کہ اُس نے اپنے فضل سے ہمیں توفیق دی کہ ایسا ضخیم اور جامع شمارہ پیش کر سکیں اور پھر اُسے عام قبولیت سے نوازا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ بطور نمونہ ذیل میں چند بزرگوں اور ذی علم دوستوں کی آراء پیش ہیں:-

۱۔ سلسلہ احمدیہ کے قدیم بزرگ صحابی حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل مدظلہ اس شمارہ کے متعلق ان الفاظ میں تبصرہ فرماتے ہیں:-

"رسالہ خالد کا خلافت ثانیہ نمبر اوّل سے آخر تک کے مطالعہ کی مسرت بیکراں حاصل ہوئی۔ ماشاء اللہ جیسے خلافتِ ثانیہ شاندار ہے ویسے ہی یہ مجموعۂ مضامین شاندار ہے۔ پچاس سالہ واقعات کا ایک مختصر مگر جامع ایمان افروز نقشہ تیار کر دیا۔ تصاویر نہایت نمایاں دلپذیر شکل میں پیش کی ہیں۔ غالباً سلسلہ میں پہلی بار یہ سعی مشکور ہے۔ جو نظر میں منظور ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دائیں بائیں ہر دو خلفاء پھر مصلح موعود اور اردگرد تین بھائی گویا تصویری زبان میں تین کو چار کرنیوالا۔ اسی طرح ہر تصویر کسی نہ کسی وحی الٰہی کی مصدق ہے۔ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے خلافتِ حقہ پر معارف و حقائق سے پر مضمون بلاغت مشحون لکھا ہے۔ مولانا شمس اور مولانا ابو العطاء نے پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت و حقیت دکھائی ہے۔ پھر خود اس پیشگوئی کے مصداق کے اپنے اعلانات سے ان کی تصدیق فرمائی ہے۔ یہ تو علمی حصہ تھا عزیز محترم لطف الرحمٰن سلمہ اللہ الودود نے اس موعود مسعود کے زریں کارنامے بحیثیت نائب مدیر نہایت اعلیٰ پیرائے میں دکھائے ہیں۔ اور میرے رفیق مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم مغفور کی جانشینی کا حق ادا کیا ہے۔ دوسرا مضمون اسی عزیز باتمیز کا علمی کارناموں پر مبنی ہے۔ اِسمیں

بھی ریسرچ کو کمال تک پہنچا دیا ہے اور دو سو دو[202] تصانیف و تالیفات کا نام مع خلاصہ تام و سنین طبع و اہتمام پیش کیا ہے۔ ابھی کئی خطبات و تقاریر مطبوعہ غیر مطبوعہ مسودات کا کتابی صورت میں اشاعت پذیر ہونا رہ گیا ہے۔ اور یہ سب کچھ میرے سامنے کی بات ہے۔ جو ان یاد ہائے شیریں میں قند و نبات ہے کہ میرا نام بھی آتا ہے کچھ ان کے فسانے میں۔ پھر ایک حصہ وہ سیرت کا دلآویز قصہ ہے جو اُن احباب کی زبان سے بیان ہوا جن کو حضوری کا شرف زیادہ تر حاصل رہا ۔ ۔ ۔ ۔ اکناف عالم میں شہرت اور ابلاغ دعوت کا ثبوت مکرم نور الدین صاحب منیر نے دیا ہے اور جہاں جہاں سرہنگان محمود نے محمدی جھنڈے گاڑے ہیں ان کا نام لیا ہے ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ سوا دو سو صفحات۔ کتابت طباعت عمدہ کاغذ دبیز۔ قیمت صرف دو روپے۔ جمادے چند دادم جاں خریدم، بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم کا مصداق ہے اور عروس معانی کا مصداق۔ وفقنا اللہ ایانا و ایاکم بمفاداتہ۔"

۲۔ مؤلف تاریخ احمدیت محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد (جو ایک لمبے عرصہ تک ماہنامہ خالد کی ادارت سے منسلک رہے ہیں) مدیر خالد کے نام اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں:-

"میں نے ماہنامہ "خالد" کا خلافت ثانیہ نمبر ابتداء سے آخر تک بڑی دلچسپی سے مطالعہ کیا ہے۔ بلاشبہ یہ نمبر ہر جہت سے پہلے تمام شماروں پر سبقت لے گیا ہے۔ رُوح پرور پیغامات، عمدہ مضامین، دلنواز نظمیں اور یادگاری تصاویر غرضیکہ ایک بلند پایہ اشاعت خصوصی کے لئے جو عناصر بھی قابل اعتنا ہوتے ہیں وہ خدا کے فضل سے اس شمارہ میں دلکش ترتیب اور خاص سلیقہ کے ساتھ موجود ہیں۔ اے کاش اسے اس کے شایان شان دبیز کاغذ سے بھی مزین کیا جا سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ ادارہ "خالد" کا اس سلسلہ میں براہ راست کوئی عمل دخل نہیں ہے مگر میں اس دلی حسرت کا اظہار کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ ہمارے اس مجلسی آرگن نے جہاں علمی رنگ میں کافی ترقی کی ہے وہاں یہ پہلو ابھی تک تشنہ ہے ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً۔

بہرکیف خاکسار اس کامیاب پیشکش پر صدر محترم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، مہتمم صاحب اشاعت مرکزیہ اور ادارہ "خالد" کو مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے رفیق خصوصی محترم جناب لطف الرحمٰن صاحب محمود کو اس غیر معمولی سعی جدوجہد کی بہت بہت جزا دے نوازے جو آپ رسالہ "خالد" کی خدمت کی صورت میں فرما رہے ہیں۔ و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔"

۳۔ محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے صدر شعبۂ عربی ٹی۔ آئی۔ کالج ربوہ نے تحریر فرمایا ہے:-

"خالد کے خلافت ثانیہ نمبر کی اشاعت پر میری طرف سے ہدیۂ تبریک قبول فرمائیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے بہت ہی مفید اور دلچسپ

اور انتہائی طور پر ضروری معلومات پر مشتمل پیشکش
ہے اور ہر لحاظ سے خلافتِ ثانیہ کے متعلق انسان
کی تشنگی کو دُور کرتا ہے۔"

۴۔ محترم مولانا نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ
مغربی افریقہ، ایڈیٹر خالد کے نام اپنے مراسلہ میں تحریر
فرماتے ہیں:۔

"خالد کے خلافتِ ثانیہ نمبر کی اشاعت
پر میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔
اتنا ضخیم اور اس قدر معلومات سے پُر ـــ یہ
کام محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی سرانجام
ہو سکتا تھا۔ اور پھر جہاں تک مجھے علم ہے آپ
نے نہایت قلیل عرصہ میں یہ کام پایۂ تکمیل کو
پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور
آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے۔ آمین

میرے لئے یہ بات باعثِ مسرت ہے کہ
زیرِ نظر شمارہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے
پچاس سالہ دَورِ خلافت کا ایک ایسا مجمل خاکہ ہے
جو مجلس خدام الاحمدیہ کے ہر رُکن کے لئے ازدیادِ
علم اور ازدیادِ ایمان کا باعث ہوگا۔

نظمیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے معیاری
ہیں اور امید ہے کہ یہ حصہ بھی قارئین کی خاص
دلچسپی کا باعث ہوگا۔ میری خواہش ہے کہ نظموں
کے حصہ کو ہمیشہ ہی معیاری رکھنے کی کوشش کرنی
چاہیئے۔ بے شک بعض نئے لکھنے والوں کی حوصلہ
افزائی بھی ضروری ہوتی ہے لیکن اس حوصلہ افزائی
کے اشاعت کے علاوہ بھی کئی طریق ہو سکتے ہیں۔
اشاعت کے لئے صرف معیاری نظموں ہی کو انتخاب
کرنا چاہیئے۔ بہرحال اس دفعہ کا آپ کا انتخاب
مجھے بہت پسند آیا ہے۔"

۵۔ محترم مولانا غلام باری صاحب سیف پروفیسر
جامعہ احمدیہ و سابق ایڈیٹر ماہنامہ خالد لکھتے ہیں:۔

"خالد کا خصوصی شمارہ خلافت ثانیہ نمبر ملا۔
ماشاء اللہ مجلّہ دیدہ زیب بھی ہے اور اچھے علمی
مضامین سے پُر۔ بعض مضامین نگار نے خوب محنت
کی ہے۔ اللہ کرے نوجوانوں کا یہ ترجمان ترقی کی
منازل طے کرتا جائے۔"

۶۔ خالد کے ایک اور سابق ایڈیٹر مکرم مولوی
محمد شفیع صاحب اشرف مربی سلسلہ مقیم راولپنڈی رقمطراز ہیں:۔

"ابھی ابھی خالد کے خلافت ثانیہ نمبر کو دیکھنے
کا شرف حاصل ہوا ہے تفصیلی اور بھرپور تبصرہ کی
تو ابھی ہمت نہیں کہ اس کے ہمہ پہلو اوصاف کو
نمایاں کر کے آپ کو مبارکباد عرض کروں تاہم دل و
نگاہ نے جو فوری تاثر لیا ہے اس سے بھی مجبور ہوں
کہ ان سطور کے ذریعہ اپنے اس قلبی احساس کا اظہار
کر دوں کہ پرچہ دیکھنے سے حقیقتاً دلی مسرت اور
اطمینان نصیب ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ آپ
اور آپ کے ساتھیوں کی خدمت میں رسماً نہیں بلکہ
دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ موجودہ شمارہ اپنی معنوی
اور صوری خوبیوں کے لحاظ سے یقیناً آپ کی بہترین
توجہات اور قابلِ تعریف محنت کا ثمرہ ہے۔ خصوصی

(بقیہ صفحہ ۵۰ پر)

معارف القرآن الحکیم

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا

فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ

بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ۝

ترجمہ - اور اُس دن کو یاد کرو جب ہر (اس) قوم میں سے جو ہمارے نشانات کا انکار کرتی رہی ہوگی ہم ایک بڑا گروہ کھڑا کردیں گے پھر اُس گروہ کو مختلف گروہوں میں تقسیم کردیا جائیگا (تا خدا کی خدمت میں حاضر ہوکر جواب دیں) اور جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے وہ ان سے کہے گا کیا تم نے میرے نشانات کا اس کے باوجود انکار کیا تھا کہ تم نے علم کے ذریعہ سے ان کی پوری واقفیت حاصل نہیں کی تھی۔ یا یہ بتاؤ کہ تم (اسلام کے خلاف کیا) کیا سازشیں کیا کرتے تھے۔ اور ان کے ظلموں کی وجہ سے انکے خلاف کی گئی پیشگوئی پوری ہوجائے گی اور وہ کچھ بات نہ کرسکیں گے۔ (النمل)

تشریح - ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آخری زمانہ کے موعود کے ذریعہ اسلام کی صداقت ظاہر کی جائے گی تو مختلف قومیں مختلف گروہ بن کر دہریت پھیلانے لگیں گی۔ یعنی ہر گروہ اسلام کی منظم مخالفت کرنے لگے گا جیسا کہ آجکل ہو رہا ہے۔ مگر فرشتے ان کی تباہی کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور وہ دن آنے والا ہے جب ان کے ظلموں کی وجہ سے ان کے خلاف کی گئی پیشگوئیاں پوری ہوجائیں گی اور اسلام غالب آجائے گا۔ تب ان کی زبانیں بند ہوجائیں گی یعنی یا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے لگیں گے یا تباہ ہوجائیں گے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سات بڑے گناہ :-

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات کبیرہ گناہوں سے بچو، جو ایمان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ عرض کیا گیا وہ کون کون سے ہیں؟ فرمایا:۔ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ جادو۔ اس جان کو مار ڈالنا جس کا ناحق مارنا خدا نے حرام کیا ہے۔ سُود خور کا۔ یتیم کا مال کھانا۔ لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا۔ پاکباز عورت پر بدکاری کا الزام دھرنا۔

(بخاری)

مدح سرائی کے آداب

حضرت ابی بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک شخص کا ذکر کیا گیا۔ ایک شخص نے اس کی تعریف کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس تو نے اپنے دوست کی گردن کاٹ دی۔ پھر فرمایا اگر تم میں سے کسی کو کسی کی مدح ضرور ہی کرنی ہو تو چاہیئے کہ کہے میں اس کو ایسا گمان کرتا ہوں اور اللہ تعالےٰ اس کا حسیب ہے۔ اور یقین سے نہ کہے کہ فلاں اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔

(مسلم)

نیکی اور بدی کی پہچان

وابصہ بن معبدؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ نیکی وہ کام ہے جس پر تیرا قلب مطمئن ہو اور تیرا نفس تسلی پکڑے۔ اور گناہ وہ کام ہے جس سے تیرے دل میں کھٹکا، غلجان اور اضطراب ہو خواہ اسے کرنے کا لوگ تجھے فتویٰ بھی دے دیں۔

(مسند احمد بن حنبلؒ)

مل کر کھانے میں برکت ہے!

حضرت وحشی بن حربؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے۔ فرمایا:۔ شاید تم اکیلے اکیلے کھاتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کھانا مل کر کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھ کر کھایا کرو۔ تمہارے لیئے اس کھانے میں برکت ہوگی۔

(ابوداؤد)

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا گمان دیکھو مسیح الزمان ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان کی سچی خوشحالی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" انسان اپنے نفس کی خوشحالی کے واسطے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ ایک دنیا کی مختصر زندگی اور اس میں جو کچھ مصائب، شدائد، ابتلاء وغیرہ اسے پیش آتے ہیں ان سے امن میں رہے۔ دوسرے فسق و فجور اور روحانی بیماریاں جو اسے خدا سے دور کرتی ہیں ان سے نجات پاوے تو دنیا کا حسنہ یہ ہے کہ کیا جسمانی اور کیا روحانی دونوں طور پر یہ ہر ایک بلا اور گندی زندگی اور ذلت سے محفوظ رہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا۔ ایک ناخن میں ہی درد ہو تو زندگی بیزار ہو جاتی ہے۔ میری زبان کے نیچے ذرا درد ہے اس سے سخت تکلیف ہے۔ اسی طرح جب انسان کی زندگی خراب ہوتی ہے جیسے بازاری عورتوں کا گروہ کہ ان کی زندگی کیسی ظلمت سے بھری ہوئی اور بہائم کی طرح ہے اور خدا اور آخرت کی کوئی خبر نہیں۔ تو دنیا کا حسنہ یہی ہے کہ خدا ہر ایک پہلو سے خواہ وہ دنیا کا ہو خواہ آخرت کا ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے اور وفی الاٰخرۃ حسنۃ میں جو آخرت کا پہلو ہے وہ بھی دنیا کے حسنہ کا ثمرہ ہے۔ اگر دنیا کا حسنہ انسان کو مل جاوے تو وہ فال نیک آخرت کے واسطے ہے۔ یہ غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کا حسنہ کیا مانگنا ہے آخرت کی بھلائی ہی مانگو۔ صحتِ جسمانی وغیرہ ایسے امور ہیں جن سے انسان کو آرام ملتا ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ آخرت کے لئے کچھ کر سکتا ہے۔ اور اسی لیئے ہی دنیا کو آخرت کی مزرعہ کہتے ہیں کہ درحقیقت جسے خدا دنیا میں صحت، عزت اور عافیت دیوے اور عمدہ عمدہ اعمالِ صالحہ اس کے ہوں تو امید ہوتی ہے کہ آخرت بھی اس کی اچھی ہو گی۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۰۲ و صفحہ ۳۰۳)

آپ نے زیست کے سکھلائے قرینے مجھ کو

(محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ)

رات تڑپایا بہت یادِ نبیؐ نے مجھ کو
کوئی پہنچا دو کسی طور مدینے مجھ کو

سر کے بل آؤں گا جب آپ بلائیں گے مجھے
اُڑ کے پہنچوں گا بُلا لیجیے مدینے مجھ کو

آپ پر سیّدِ ابرار خدا کی رحمت
آپ نے زیست کے سکھلائے قرینے مجھ کو

آپ سے پیار جو کرتے ہیں وہ ہوتے ہیں قبول
یوں ہی بتلایا ہے قرآں کی وحی نے مجھ کو

نام سُن پاتا ہوں جب اپنے محمدؐ کا کہیں
اشک پڑتے ہیں بڑے جبر سے پینے مجھ کو

درد میں دینِ محمدؐ کے جو ٹپکے شبِ ہجر
میرے آنسو نظر آتے ہیں نگینے مجھ کو

میرے اللہ غمِ اسلام نے بے حال کیا
رحم کر۔ ورنہ یہ غم دے گا نہ جینے مجھ کو

زندگی بارِ گراں بن گئی فرقت میں تری
ایک پل لگتا ہے جیسے ہوں مہینے مجھ کو

ناصحا دور رہو۔ جا اور کسی کے سر ہو
غم رسیدہ ہوں نہ کر تنگ دے پینے مجھ کو

بندۂ درگہِ عالی ہوں مجھے اور سے کیا
نہ کسی شخص سے اُلفت ہے نہ کینے مجھ کو

آہ تاثیر کرے گی یہ مرے اشکِ رواں
پار لے جائیں گے بن بن کے سفینے مجھ کو

راز کھلتا نہ کبھی غیر پہ میرا ہرگز
کیا ہی رسوا کیا پلکوں کی نمی نے مجھ کو

اُس کی قامت نے مری مجھ پہ حقیقت کھولی
خود سے نادم کیا اس سرو سہی نے مجھ کو

لطف پر اُس کے ہے موقوف بہارِ گلشن
راز بتلایا ہے یہ کھل کے کلی نے مجھ کو

تپ نہیں ہے یہ تپِ عشق ہے اے ہمدمِ خام
دل کی گرمی ہے جو آتے ہیں پسینے مجھ کو

دِل میں پوشیدہ غمِ عشق لیے پھرتا ہوں
نہ مرے درد کو سمجھا نہ کسی نے مجھ کو

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ایک

خطبۂ عید الفطر

نوٹ :- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے موٴرخہ ۵ر اکتوبر ۱۹۱۰ء کو عید الفطر کے موقع پر نماز کے بعد جو پُر مغز خطبہ ارشاد فرمایا وہ قارئینِ خالد کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج ہے۔ ادارہ محترم جناب بابو عبد الحمید صاحب آڈیٹر کا ممنون ہے کہ انہوں نے یہ قیمتی خطبہ ہمیں بغرضِ اشاعت ارسال فرمایا ہے۔

(ادارہ)

حضرت سیدنا نور الدین رضؓ نے سورۃ اعلیٰ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔

" آدمی کو اللہ نے بنایا ہے اور اس کے لئے دو قسم کی چیزیں ضروری ہیں۔ ایک جسم جو ہمیں نظر آتا ہے۔ اِس کے لئے ہوا کی ضرورت ہے، کھانے پینے پہننے کے لئے مکان کی ضرورت ہے، کوئی اِس کا یار و غمگسار ہو، اُس کی ضرورت ہے۔ دُور دراز مُلکوں، دریاؤں کے اِس پار اُس پار جانے کی ضرورت ہے۔ زمینداروں کو کھیت کی ضرورت ہے۔ کیا انسان زمین بنا سکتا ہے؟ پھر ہل کے لئے لکڑیاں چاہئیں مضبوط درخت ہو جب جاکر ہل بنتے ہیں۔ ہل کے لئے لوہے کی بھی ضرورت ہے۔ پھر اوزار بھی لوہے کے ہوتے ہیں۔ لوہے کا بھی عجیب کارخانہ ہے۔ لوہا کانوں سے آتا ہے جس کے لئے کتنے ہی مزدوروں کی ضرورت ہے۔ پھر اور کئی قسم کی مخلوق کی مددوں کے بعد ہل بنتا ہے۔ مگر یہ ہل بھی بیکار ہے جب تک جانور نہ ہوں۔ پھر جانوروں کیلئے گھاس چارہ وغیرہ کی ضرورت ہے۔ پھر اس ہل چلانے میں علم، فہم اور عافیت اندیشی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انہیں کی مدد سے چھوٹے چھوٹے جتنے پیشے بنتے ہیں وہ عالی شان بنتے ہیں مثلاً چکی پیسنا ایک ذلیل کسب تھا علم کے ذریعہ ایک اعلیٰ پیشہ ہو گیا۔ یہ جو بڑے بڑے مِلوں کے کارخانے والے ہیں یہ دراصل چکی پیسنے کا ہی کسب ہے اَور کیا ہے؟ ایسا ہی گاڑی چلانا کیا معمولی کسب تھا۔ گاڑی چلانے والا ہندوستان میں لنگوٹ باندھے ہوتا تھا اب گاڑی چلانے والے کیسے عظیم الشان لوگ ہیں۔ یہ بھی علم ہی کی برکت ہے۔

حجّام کا پیشہ کیسا ادنیٰ سمجھا جاتا ہے۔ یہی لوگ مرہم پٹّی کرتے اور ہڈیاں درست کر دیتے ہیں۔ اِس پیشے کو علم کے ذریعہ ترقی دیتے دیتے سرجن تک نوبت پہنچ گئی ہے اور سرجن بڑی عزّت سے دیکھا جاتا ہے۔

مَیں نے تاجروں پر وہ وقت بھی دیکھا ہے کہ سر پر بوجھ اٹھائے دربدر پھر رہے ہیں۔ رات کسی مسجد میں کاٹتے ہیں مگر اب تو تجارت والوں کے علیحدہ جہاز چلتے ہیں۔ وہ حکومت بھی دیکھی ہے کہ دس روپے لینے ہیں اور ایک زمیندار سے دھینگا مُشتی ہو رہی ہے یا اب منی آرڈر کے ذریعہ مالیہ ادا کر دیتے ہیں۔

سنسان ویران جنگلوں کو آباد کر دیا گیا ہے، یہ بھی علم ہی کی برکت ہے کہ اس سے ادنیٰ چیز اعلیٰ ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جسم کے علاوہ کچھ اور بھی عطا کیا ہے۔ یہ آنکھیں نہیں دیکھتیں جب تک اندر آنکھ نہ ہو۔ زبان نہیں بولتی جب تک اندر زبان نہ ہو۔ کان نہیں سنتے جب تک اندر کان نہ ہوں۔ مگر یہ تو کافر کو بھی حاصل ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور آنکھ، کان و زبان بھی ہے جو مومن کو دیئے جاتے ہیں۔ یہ وہ آنکھ ہے جس سے انسان حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے، حق و باطل کا شنوا ہو سکتا ہے۔ اگر انسان حق کا گویا و شنوا و بینا نہ ہو تو صُمٌّ، بُکْمٌ، عُمْیٌ کا فتویٰ لگتا ہے۔ اللہ جلشانہٗ جس کو آنکھ دیتا ہے وہ ایسی آنکھ ہوتی ہے جس سے خدا کی رضا کی راہوں کو دیکھ لیتا ہے۔ پھر ایک آنکھ اس سے بھی تیز ہے جس سے مومن اللہ کی راہ پر علیٰ بصیرۃ چلتے ہیں۔ پھر اس سے بھی زیادہ تیز آنکھ ہے جو اولوالعزم رسولوں کو دی جاتی ہے۔ ان حواس کے متعلق اللہ اپنے پاک کلام میں وعظ کرتا ہے۔ دیکھو آج لوگوں نے کچھ نہ کچھ اہتمام ضرور کیا ہے۔ غسل کیا ہے، لباس حتی المقدور عمدہ دنیا پہنا ہے، خوشبو لگائی ہے، پگڑی سنوار کر باندھی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں کیا ہے؟ صرف اس لئے کہ ہم باہر بے عیب ہو کر نکلیں۔ بہت سے گھر ایسے ہوں گے جہاں بیوی بچوں میں جھگڑا اسی لئے پڑا ہوگا۔ اور اس جھگڑے کی اصل بناء یہی ہے کہ بے عیب ہو کر باہر نکلیں جس طرح فطرت کا یہ تقاضا ہے اور انسان اسے ہر حال پورا کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہارا مربّی، میں تمہارا محسن ہوں جیسے تم نے اپنے جسم کو مصفّٰی و مطہّر بے عیب بنا کر نکلنے کی کوشش کی ہے ایسے ہی تم اپنے رب کے نام کی بھی تسبیح کرتے ہوئے نکلو اور دنیا والوں پر اس کا بے عیب ہونا ظاہر کرو۔ ادنیٰ مرتبہ تو یہ ہے کہ مومن اپنی زبان سے کہے سُبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان ربّی العظیم۔ پھر وہ کلمات جن سے میں نے اپنے خطبہ کی ابتداء کی اللّٰہُ اکبر۔ اللّٰہُ اکبر۔ لا الٰہ الّا اللّٰہُ واللّٰہُ اکبر وللّٰہِ الحمد۔ اس میں بھی اُس کی کبریائی کا بیان ہے۔ پھر اس سے ایک مرتبہ ہے وہ یہ کہ دل سے تسبیح کہو کیونکہ یہ جناب الٰہی کے قرب کا موجب ہے۔ کلمتانِ خفیفتانِ عَلَی اللِّسانِ ثقیلتانِ فی المیزانِ سبحان اللّٰہِ الحمد للّٰہ۔ اور فرماتا ہے کہ ولٰکن ینالہ التقویٰ منکم۔ پس ضرور ہے کہ یہ تسبیح جو کریں تو دل کو مصفّٰی کر کے کریں۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ کے فعل پر ناراض نہ ہوں اور یقین کریں کہ جو کچھ خدا کرتا ہے اور جو کچھ کرے گا وہ بھی ہماری بھلائی و بہتری کے لئے کرے گا۔ ہمارے مربّی و محسن پر اللہ رحم فرمائے کہ اس نے میرے کانوں میں اچھی آواز پہنچائی اور مجھے تشفی کے لئے یہ شعر لکھ کر دیا ہے

سرنوشتِ ما بدستِ خود نوشت
خوش نویس است و نخواہد بد نوشت

پس ہمیں چاہیئے کہ اس اللہ کو جس کی ذات اعلیٰ اور تمام قسم کے نقصوں و عیبوں سے بالا تر ہے رنج و راحت عُسر و یُسر میں بے عیب یقین کریں اور یہ یقین رکھیں الشرّ لیس الیک والخیر کلّہٗ فی یدیک۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک جمعہ میں میں نے اپنی طرف سے الوداعی خطبہ

پڑھا لیکن میری حالت ایسی تھی کہ تھوک کے ساتھ بہت خون آتا۔ اندر ایسا جل گیا تھا کہ خاکستری دست آتے۔ اور میں رات کو جو سوتا تو یہ سمجھتا کہ اب رخصت۔ اسلمت نفسی الیک۔ گھر والے بعض وقت ہمدردی سے مجھے ملامت کرتے کہ تم پرہیز نہیں کرتے بہت وعظ کرتے ہو۔ تو میں کہتا جس قدر نقص و عیب ہیں میری طرف منسوب کر لو۔ میرا مولیٰ تو جو کچھ کرتا ہے بھلا ہی کرتا ہے۔ والخیر کلہ فی یدیک۔

غرض تم زبان سے سبحان اللہ کا ورد کرو تو اس کے ساتھ دل سے بھی ایسا اعتقاد کرو اور اپنے دل کو تمام قسم کے گندے خیالات سے پاک کر دو۔ اگر کوئی تکلیف پہنچے تو سمجھو کہ مالکِ ہماری اصلاح کے لئے ایسا کرتا ہے۔

پھر اس سے آگے اگر اللہ توفیق دے تو اللہ کے اسماء پر، اللہ کے صفات و افعال پر، اللہ کی کتاب، اللہ کے رسولؐ پر جو لوگ اعتراض کرتے اور عیب لگاتے ہیں ان کو دُور کرو اور ان کا پاک ہونا بیان کرو۔

ہمارے ملک میں اس قسم کے اعتراضوں کی آزادی جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں شروع ہوئی۔ کیونکہ اس کے دربار میں وسعتِ خیالات والے لوگ پیدا ہو گئے۔ اس آزادی سے لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور مطاعن کا دروازہ کھول دیا۔ ان اعتراضوں کو دُور کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں نے بہت کوشش کی ہے۔ چنانچہ شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد سرہندی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی بہت کوشش کی ہے۔ جلال الدین اکبر نے جب صدرِ جہاں کو لکھا کہ چار عالم بھیجیں جو ہمارے سامنے ان اعتراضوں کا جواب دیا کریں تو یہ بات حضرت مجدد صاحبؒ کے کان میں بھی پہنچی۔ انہوں نے صدر کو خط لکھا کہ آپ مہربانی کر کے کوشش کریں کہ بادشاہ کے حضور صرف ایک ہی عالم جائے۔ چار نہ ہوں۔ خواہ کسی مذہب کا ہو مگر ہو ایک ہی۔ کیونکہ اگر چار جائیں گے تو ہر ایک چاہے گا کہ میں بادشاہ کا قرب حاصل کروں اور باقی تین کو ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر چاروں گئے تو بجائے اس کے کہ دین کا تذکرہ ہو ایک دوسرے کو رد کر کے چاروں ذلیل ہو جائیں گے۔ اور یہ لوگ اپنی بات کی پیچ میں بادشاہ کو ملحد کر دیں گے۔ یہ تو اُس وقت کا ذکر ہے جب اسلام کی سلطنت تھی۔ اسلام کے متوالے دنیا میں موجود تھے۔ اُس وقت کا بیج بویا ہوا اب تین سو برس کے بعد ایک درخت بن گیا ہے۔ کیسے دُکھ کا زمانہ ہے کہ نبی کریمؐ کے سوانگ ڈراموں میں بنائے جاتے ہیں۔ عجیب عجیب رنگوں میں لوگ دھوکہ دیتے ہیں جس سے متاثر ہو کر بعض لڑکوں نے غنیمت کی آیت پر لکھ دیا "محمدؐ لٹیرا تھا"۔ اگرچہ اس کا جواب مجھے دیا گیا کہ نقلی اعتراض تھا۔ مگر یہ داغ مٹتا نہیں۔ میں سرباں القصار کا مسئلہ خوب جانتا ہوں۔ اسی کے ماتحت اس کو لا کر اس کا ذکر کرتا ہوں۔

پس جہاں تک تم میں کسی سے ہو سکے اللہ کے اسماء، صفات الفعال، اللہ کی کتاب، اللہ کے رسولؐ، اللہ کے رسولؐ کے نواب و خلفاء کی پاکیزگی بیان کرے اور ان پر جو اعتراض ہوتے ہیں انہیں اپنی طاقت کے مطابق صلاحت روی و امن پسندی کے ساتھ دُور کرنے کی کوشش کرے۔ یہ مت گمان کرو یہ ادنیٰ ہے وہ طاقت

مکرم ارشاد اعزازی صاحب لاہور

ایک سفر ـــ جو یاد رہے گا!

گزشتہ موسم گرما اپنے اختتام کے قریب تھا۔ سنیچر کی ایک شام لاہور کے قریباً ۶۰ خدام طارق بس کے سٹینڈ پر جمع تھے۔ ہم نے صرف ایک ہی بس کا انتظام کیا ہوا تھا جس میں ۴۲ سواریوں کی گنجائش تھی اس لئے باقی خدام کو دوسری بسوں میں آنے کے لئے کہا گیا اور ہماری بس اپنے سفر پر روانہ ہوئی۔ بس کے اڈے سے نکلتے ہی مکرم شیخ ریاض محمود صاحب قائد خدام الاحمدیہ لاہور نے اجتماعی دعا شروع کروائی۔ چونکہ اس سفر کا مقصد صرف اپنے پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت تھا لہذا ہر شخص اپنے خدا کے حضور اپنے آقا کی صحت یابی کے لئے متضرعانہ دعا کے ساتھ ساتھ یہ التجا بھی کر رہا تھا کہ وہ حضور ایدہ اللہ کے نورانی چہرہ کی ایک جھلک دیکھ سکے۔ اجتماعی دعا ختم ہوئی۔ شاہدرہ موڑ آ چکا تھا۔ بس پٹرول لینے کے لئے رکی تو تمام خدام باہر آ گئے۔ مکرم قائد صاحب نے بعض ضروری ہدایات دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا سفر نہ کسی جلسے میں شمولیت کے لئے ہے اور نہ ہی سیر و تفریح کی غرض سے نکلے ہیں۔ حضور سے ملاقات ہمارا مقصد ہے اور وہ بھی اس شرط پر کہ حضور کی صحت اجازت دیتی ہو۔ پس آؤ ہم تمام سفر حضور کی صحت کے لئے دعا کرنے میں گزاریں۔ چنانچہ کچھ اس تقریر کا اثر تھا اور کچھ خدام پہلے ہی آمادہ بہ دعا تھے کہ بس میں بیٹھے ہر شخص کی زبان پر مسنون دعائیں جاری تھیں۔ ہر آنکھ سے اشک رواں تھے۔ ایک خادم بلند آواز سے قرآن مجید کی آیات کی تلاوت میں مصروف تھا۔ اُدھر پیچھے چند خدام مل کر درود شریف کا ورد کر رہے تھے۔ کوئی بڑی خوش الحانی سے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے اس شعر کو گنگنا رہا تھا ؎

قوم احمد جاگ تُو بھی جاگ اس کے واسطے
اَن گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

اور پھر میرے قریب بیٹھے ایک دوست نے جب حضور کی اپنی نظم کا یہ شعر پڑھا ؎

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے اور میں اس سوچ میں پڑ گیا کہ آج لوگ اس عظیم انسان کے بلند مرتبہ و مقام کو نہیں پہچان رہے لیکن ایک مدت بعد ایسے لوگ کفِ افسوس ملتے پھریں گے۔

پھر معاً میرے دل میں خیال آیا کہ شاید مسلمان قوم کا خمیر ہی ایسا تیار کیا گیا ہے کہ وہ نیک لوگوں کو انکی زندگی میں ہمیشہ دکھ اور تکلیف دیتے رہے مگر ان کی وفات کے

بعد اُنہیں سر آنکھوں پر بٹھانے لگتے ہیں۔ اور پھر میری آنکھوں کے سامنے ایک سلسلہ ایسے بزرگوں کا آگیا جن کو سخت سے سخت ایذائیں دی گئیں حتیٰ کہ انہیں بڑے وحشیانہ طور پر شہید تک کر دیا گیا مگر آج اُن کی بندگی کے گُن گائے جاتے ہیں۔

بس سُکھیکی پہنچ کر رُکی تو نمازِ مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ کچھ احباب کا خیال تھا کہ نماز یہاں کی مسجد میں ادا کی جائے کچھ کہتے تھے کہ بس میں ہی پڑھ لی جائے۔ قائد صاحب نے دو خدام کو قریب کی مسجد کے امام صاحب کے پاس بھیجا تاکہ اگر وہ اجازت دیدیں تو ہم مسجد میں ہی نماز باجماعت ادا کریں۔ امام صاحب نے قرآنی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اور کامل اسلامی رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کی اجازت دے دی۔

کاش دوسرے علماء حضرات بھی اتنی اسلامی رواداری سے کام لیا کریں اور مساجد کی پیشانی پر ایسے بورڈ نظر نہ آئیں کہ یہاں فلاں فرقہ کے علاوہ عقائد رکھنے والا شخص نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اور آپس میں سر پھٹول کی بجائے اختلافات بھی اسلام کی ترقی کا موجب ہوں نہ کہ ذلت کا۔ خیر ہم ان مولانا کے دلی طور پر ممنون ہیں جنہوں نے اپنے مقتدیوں میں سے بعض کے کڑوے کسیلے ریمارکس سُننے کے باوجود ہمیں نماز کی اجازت دیدی۔ اِس سے جہاں یہ فائدہ ہُوا کہ ہم نے نماز باجماعت پڑھی وہاں ہمارے غیر احمدی بھائیوں کی ہمارے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہو گیا۔ مثال کے طور پر مجھے اس شخص کا فقرہ اچھی طرح یاد ہے جو اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا "یار! یہ تو بالکل ہماری طرح نماز ادا کرتے ہیں۔ ہم نے تو سُنا ہُوا تھا ان کی نماز اَور ہوتی ہے"۔ ایک اَور کہہ رہا تھا "ان لوگوں میں خوبی یہ ہے کہ چاہے یہ دو ہی کیوں نہ ہوں جہاں نماز کا وقت ہوگا ایک امام بن جائے گا اور نماز باجماعت پڑھیں گے"۔

عشاء کی نماز کے قریب ہم ربوہ پہنچ گئے۔ مسجد مبارک میں نماز ادا کی۔ مہمان خانہ کے صحن میں اسوقت خوب رونق تھی۔ ہر طرف چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ کارکنان نے نہایت خوش اسلوبی سے سارے مہمانوں کے لئے طعام اور قیام و آرام کا بڑا عمدہ انتظام کر دیا تھا۔

صبح تہجد کی نماز کے وقت ہم بیدار ہوئے مسجد مبارک میں پہنچے تو عجیب منظر دیکھا۔ رات کے اس حصّہ میں بھی کچھ لوگ دنیا و ما فیہا سے بے خبر آستانہ الٰہی پر رگڑے ہوئے تھے۔ ہم نے بھی نماز تہجّد ادا کی۔ پھر نماز فجر پڑھی، درس سُنا، مسجد سے نکلے تو حضور کی صحت کے لئے ایک بکرا صدقہ دینے کا انتظام کیا۔ پھر اپنے محبوب صدرِ مجلس محترم صاحبزادہ میرزا رفیع احمد صاحب سے ملاقات کے لئے اُن کے درِ دولت پر حاضر ہوئے۔ اور آپ کی پُر خلوص شگفتہ گفتگو اور قیمتی نصائح سے مستفیض ہوئے۔

پونے نَو بجے تک قصرِ خلافت میں مجلس لاہور کے قریباً ایک سَو خدام جمع ہو چکے تھے۔ حضور پُر نور کی زیارت نصیب ہوئی اور ہم اپنی خوش قسمتی پر نازاں و فرحاں وہاں سے واپس ہوئے۔ دورانِ ملاقات حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے بعض استفسارات بھی فرمائے اور السلام علیکم کا جواب بھی دیتے جاتے تھے۔

اور پھر دن کا ڈیڑھ بجا تھا، بس پوری رفتار کے ساتھ ربوہ کی پہاڑیوں کو پیچھے چھوڑتی ہوئی لاہور کی طرف دوڑ رہی تھی۔ مسافر خدام میں سے اکثر کے لب ہل رہے تھے۔ یقیناً وہ حضور کی کامل شفایابی کے لئے دعائیں کر رہے ہوں گے۔ یہاں مجھے ایک نو احمدی نوجوان کے تاثرات کو بھی درج کرنا ہے۔ انہوں نے حال ہی میں خط کے ذریعہ بیعت کی تھی لیکن حضور کو دیکھا نہیں تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں دعا کیا کرتا تھا کہ خدایا کیا میری زندگی میں ایسا دن بھی آئے گا کہ میں حضور کی زیارت کر سکوں گا۔ سو خدا تعالیٰ نے میری دعاؤں کو سن لیا اور آج کا دن میری زندگی کا نہایت ہی مبارک دن ہے اور میں یوں محسوس کرتا ہوں گویا میں نے بیعت ہی آج کی ہے۔ یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

خدا تعالیٰ سے ہماری نہایت عاجزانہ دعا ہے کہ ہمارے پیارے امام پوری طرح صحت یاب ہوں اور ہم بہت جلد حضور کو صحت مند دیکھیں۔ اے میرے خدا وہ دن جلد قریب لا جب ہمارا آقا ہمارے درمیان کھڑا ہو اور اس کی آواز ایک دفعہ پھر پہلے کی طرح ربوہ کی فضاؤں میں گونجتی ہوئی جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوئے ہر سامع کے کانوں تک پہنچے۔ ایک بار پھر نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوں اور ہم اپنی آنکھیں اس راہ پر بچھائیں جس پر چل کر حضور جلسہ گاہ میں تشریف لا رہے ہوں۔ اے خدا تو بہت ہی رحم کرنے والا اور شفیق خدا ہے۔ تو ہمارے آقا کو اس تکلیف سے نجات دے جو صرف اور صرف ہماری غفلتوں کی وجہ سے اُن پر آئی۔ اور انہیں کام کرنے والی صحت والی ایک لمبی زندگی عطا کر تا کہ ان کے دم سے جو برکات اور فیوض ہم براہ راست پہلے حاصل کرتے تھے اُسی طرح پھر حاصل کر سکیں۔ آمین +

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا ایک لمبی خطبۂ عید الفطر

(بقیہ از صفحہ ۱۲)

رکھتا ہے کہ تمہیں ادنیٰ سے اعلیٰ بنا دے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے خلق فسوّیٰ۔ والذی قدّر فھدیٰ۔ جوان پڑھ ہیں انہیں کم از کم یہ چاہیئے کہ وہ اپنے چال چلن سے خدا کی تنزیہ کریں۔ یعنی اپنے طرز عمل زندگی سے دکھائیں کہ قدوس خدا کے بندے، پاک کتاب کے ماننے والے، پاک رسول کے متبع اور اس کے خلفاء اور پھر خصوصاً اس عظیم الشان مجدد کے پَیرو ایسے پاک ہوتے ہیں۔

ضُعف بہت ہے اور مجھے زیادہ بولنے سے تکلیف بڑھ جانے کا احتمال ہے اس لئے اسی پر بس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں خدا تعالیٰ کی تسبیح کی زبان و دل و قلم سے توفیق دے۔ (آمین)

(بحوالہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

غیروں کی نظر میں

محترم چوہدری محمد صدیق صاحب ایم اے انچارج خلافت لائبریری ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ فیج اعوج کے نام سے موسوم ہے۔ اسلام کو نہ صرف مسلمان ہی چھوڑ بیٹھے تھے بلکہ مخالفین و معاندین اسلام نے اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لیے ہر ممکن طریق اختیار کر رکھا تھا اور مختلف جہات سے اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف حملے کر کے اہلِ اسلام کو بددل کرنے میں ہمہ تن مشغول تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے بعد اسلام کو باقی کل ادیان پر افضل اور زندہ مذہب ثابت کرنے کے لئے اپنی قلمی اور لسانی جدوجہد فرمائی اور دشمنانِ اسلام کے حملوں کا منہ توڑ جواب دیا۔ اور منکرین و معاندین اسلام کو مقابلہ کی دعوتیں دیں۔ انعامی چیلنج دیئے مگر کسی کو مقابلہ کی سکت نہ ہوئی۔

اس سلسلہ میں ۱۸۸۶ء میں آریہ سماج کے لیڈروں مثلاً منشی اندرمن مراد آبادی اور ماسٹر مرلی دھر وغیرہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اسلام کی صداقت کے متعلق بحث و مناظرہ کیا اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے لئے ایک نشان طلب کیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا چیلنج قبول فرمایا اور اللہ تعالےٰ کے حضور عجز و نیاز کے ساتھ دعائیں کرنے کا پروگرام بنایا اور ہوشیارپور کے مقام پر چلہ کشی فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس مجاہدہ اور متضرعانہ دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور آپ کو اسلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان عطا کرنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ ہوشیارپور کے مقام پر ہی بشارت دی کہ آپ کی ذریت اور آپ ہی کے تخم سے ایک لڑکا آپ کو عطا کیا جائے گا۔ جو بہت سی خوبیوں اور فضائل کا حامل ہوگا اور اللہ تعالےٰ کی قدرت اور رحمت کا نشان ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور حسن و احسان میں آپ کا نظیر ہوگا۔ وہ کلام اللہ کے شرف اور مرتبت اور جلالِ الٰہی کو دنیا پر ظاہر کرنے کا موجب ہوگا۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا۔ اور وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ وہ پاک اور

وجیہہ ہوگا۔ وہ صاحب شکوہ و عظمت ہوگا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی اور وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اللہ تعالیٰ کے الہام و اعلام کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کو بطور نشان اپنے مخالفین کے سامنے پیش فرمایا اور کثرت سے اس کی اشاعت فرمائی۔ چنانچہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو اس پیشگوئی کا ظہور ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ فرزند دلبند گرامی ارجمند عطا فرمایا یعنی سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی ولادت ہوئی۔

الٰہی نوشتے پورے ہوئے ان تمام صفات کا ظہور آپ کے وجود باجود سے ہوا جن سے پیشگوئی میں آپ کو متصف کیا گیا تھا۔ آپ کے دل کو اپنی اور اپنے پاک رسول کے عشق و محبت سے معمور فرمایا۔ آپ کے قلب اور سینہ کو قرآن کریم کی محبت اور اس کے علوم سے منور فرمایا۔ آپ کو جلد جلد ترقی دی حتیٰ کہ آپ کے ذریعہ سے کلام اللہ کا شرف اور مرتبہ اکناف عالم پر ظاہر کیا گیا۔ دنیا کے کسی عالم یا کسی فاضل کو آپ کے مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ دشمنوں نے آپ کے مقاصد میں روک ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور مختلف قسم کی روکیں پیدا کیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان سب کو حضور کے مقابلہ میں اپنے ارادوں میں خائب و خاسر اور ناکام و نامراد فرمایا۔ اور حضور کو اپنے مقاصد اور ارادوں میں اولوالعزم ثابت کیا حتیٰ کہ اپنے تو ایک طرف غیر بھی بلکہ وہ غیر جو بظاہر اور حقیقۃً آپ کے سخت حریف اور دشمن تھے انہیں بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے فضائل و اوصاف کا اعتراف

کرنا پڑا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے صرف اپنے ملک میں ہی نہیں بلکہ چہار دانگ عالم میں آپ کو شہرت عطا فرمائی۔ اور دنیا کے مختلف گوشوں میں بسنے والے لوگوں کو آپ کی تعریف میں رطب اللسان بنایا۔

ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کے متعلق مختلف نقطۂ نظر کے احباب کے وہ تاثرات پیش کئے جاتے ہیں جن کا انہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات سے متاثر ہو کر اظہار کیا ہے۔

دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت سے متعلق پیشگوئی میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت کا ایک مقصد یہ قرار دیا گیا ہے کہ "تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو" اس علامت کے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں پائے جانے کے متعلق برصغیر ہند و پاکستان کے مشہور مسلم لیڈر اور شاعر مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مخالفین اور حریفوں کو مخاطب کرتے ہوئے حسب ذیل الفاظ میں اظہار کیا ہے:-

"کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے.... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا.... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے

پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے ..... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔" (ایک خوفناک سازش ۱۹۶ مصنفہ مظہر علی اظہر)

حضور ایدہ اللہ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن مجید کو دنیا کی تمام قوموں میں پہنچانے کے لئے دنیا کی بڑی بڑی قوموں کی زبانوں میں تراجم کروائے اور قرآن کریم کا ایک دیباچہ خود تحریر فرمایا جس میں اسلام اور بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات سے متعلق مستشرقین اور دیگر مذاہب کے لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیا۔ ان تراجم سے متعلق دنیا کے مختلف گوشوں سے آراء کا اظہار ہوا۔ ذیل میں چند آراء خلاصۃً درج کی جاتی ہیں۔

ا۔ ڈاکٹر چارلس ایس بریڈن صدر شعبہ تاریخ و مذہبی لٹریچر ایوسٹن یونیورسٹی امریکہ لکھتے ہیں:۔

"بحیثیت مجموعی انگریزی زبان کے اسلامی لٹریچر میں یہ ایک قابل قدر اضافہ ہے جس کے لئے دنیا جماعت احمدیہ کی از حد ممنون ہے۔"

(ب) مشہور مستشرق ایچ۔ اے آرگب لکھتے ہیں:۔

"یہ ترجمہ قرآن مجید کو انگریزی زبان کا جامہ پہنانے کی ہر سابقہ کوشش کے مقابلے میں زیادہ قابل تحسین ہے۔"

ج۔ رچرڈ بیل لکھتے ہیں:۔

"قرآنی تعلیمات کو ایک ایسی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کہ جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مناسب حال ہو روحانی زندگی اور تبلیغی جدوجہد کی آئینہ دار ہے۔ اور مجموعی لحاظ سے روشن خیالی اور ترقی پسندی پر دلالت کرتی ہے۔"

د۔ اے۔ جے آربری لکھتے ہیں:۔

"اس کتاب کو اسلامی علوم پر دسترس کی ایک حقیقی یادگار قرار دینا مبالغہ نہ ہوگا"

ہ۔ مشہور ڈچ روزنامہ de Waagschel اپنی اشاعت ۱۵ مارچ ۱۹۵۴ء میں لکھتا ہے:۔

"اس ایڈیشن میں اصل عربی متن اور اس کا ڈچ ترجمہ اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ اس کے دیباچہ میں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کا لکھا ہوا ہے قرآن کی عالمگیری کو بائیبل اور ویدوں کی قومی تعلیم سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اس دیباچہ کے مطابق عہد قدیم کی پیشگوئیاں مسیح سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ ان کا تعلق اسلام کے نبی پاک سے بتلایا جاتا ہے۔"

(تحریک جدید و بیرونی مشن)

و۔ ۱۹۲۴ء میں لنڈن میں کانفرنس مذاہب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے متعلق تقریر فرمائی اور اخبارات مثلاً ٹائمز۔ مارننگ پوسٹ۔ ڈیلی ٹیلیگراف ڈیلی نیوز اور مانچسٹر گارڈین نے اس کا خلاصہ شائع کرتے ہوئے دل کھول کر خراج تحسین ادا کیا۔ اور منتظمین کانفرنس

اور لنڈن کے مشہور پادری ڈاکٹر والٹر واش نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ:۔

"اس کانفرنس سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور یہی وہ غرض تھی جس کو لے کر احمدیہ جماعت کے امام یہاں تشریف لائے۔" (المبشر ص۸)

ط۔ ۱۹۴۵ء میں حضور نے لاہور میں اسلام کے اقتصادی نظام پر لیکچر دیا جو بعد میں کتابی صورت میں شائع ہوا۔ جس کے مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے۔ ہسپانوی زبان میں اس کا ترجمہ سپین میں ہوا۔ جس پر اشاعت کی وسعت کے لحاظ سے سپین بھر کے دوسرے نمبر کے اخبار Madrid نے اپنی اشاعت ۲۱ جولائی ۱۹۴۸ء میں حسب ذیل ریویو لکھا۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کس طرح دین اسلام کا شرف اور برتری ظاہر کرنے کا موجب ہیں۔

"حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مکمل طور پر اپنے لیکچر میں اسلام کی تعلیم اور اصولوں پر روشنی ڈالتے ہیں جو اس مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اسلام کا اقتصادی نظام اس کی بنیاد ہے۔ آپ نے اسلامی نظام کا کمیونزم کے نظام سے نہایت شاندار طور پر فرق دکھایا ہے۔ مختصر یہ کہ کتاب حوالہ جات کے صحیح طور پر اپنی اہمیت پیش کرتی ہے۔" (الفضل مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء)

وجیہہ اور پاک لڑکا ذکی غلام تجھے دیا جائیگا

منجملہ دیگر علامات کے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت کی پیشگوئی میں ایک علامت آپ کا وجیہہ پاک اور ذکی ہونا بھی ہے۔ اس علامت کے حضور کے وجود میں پائے جانے کے متعلق ایم۔ اسلم اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے مل کر ہمیں از حد مسرت ہوئی۔ صاحبزادہ صاحب نہایت ہی خلیق اور سادگی پسند انسان ہیں۔ علاوہ خوش خلقی کے کہیں بڑی حد تک معاملہ فہم و مدبر بھی ہیں۔۔۔۔ صاحبزادہ صاحب کا زہد، اتقاد اور ان کی وسعت خیالات سادگی ہمیشہ مجھے یاد رہیگی" (تاثرات قادیان ص۱۳۵-۱۳۶)

خان بہادر سیٹھ احمد اللہ دین حیدر آباد دکن لکھتے ہیں۔

"جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی مجھ پر خاص توجہ اور عنایت ہے۔ اور ان کی علمی زندگی وسیع النظری اور خدا پرستی نے مجھے ہمیشہ متاثر کیا۔" (الحکم جوبلی نمبر ۱۹۳۹ء)

"حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۲۴ء میں سفر یورپ پر تشریف لے جاتے ہوئے راستہ میں عرب ممالک میں قیام فرما ہوئے۔ آپ کے قیام عرب ممالک حضور ایدہ اللہ کے متعلق عرب ممالک کے پریس کے تاثرات حسب ذیل ہیں

ا۔ کثیر الاشاعت اخبار "المقتبس" دمشق (شام) اپنی اشاعت مورخہ ۸ اگست ۱۹۲۴ء میں رقمطراز ہے:۔

"دار الخلافہ (دمشق ناقل) میں ہندوستانی وفد جو بڑے بڑے علمائے کرام اور فضلائے عظام پر مشتمل ہے۔ جس کے لیڈر امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ہیں .... وارد ہوا اور سنٹرل ہوٹل میں بطور مہمان ٹھہرا ہے .... ہم نے ان سے ملاقات کے دوران ان کے بڑے علم وفضل و آداب اور اسلامی مصالح و معاملات کے متعلق بہت بڑی غیرت کا مشاہدہ کیا۔"

ب۔ جریدہ "الف دالیا" اپنی اشاعت مورخہ ۹ اگست ۱۹۲۴ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے حسب ذیل تاثرات کا اظہار کیا ہے۔

"ہم نے اخبار الف باء کے نمائندہ کے طور پر آپ (امام جماعت احمدیہ) سے ملاقات کی اور ہم نے دیکھا کہ آپ کے ارد گرد آپ کے بہت سے مصاحبین تھے۔ جو پر خشوع وخضوع۔ ایمان اور اپنے لیڈر (امام) کے ادب واحترام کی علامتیں صاف نظر آ رہی تھیں۔

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کی مجلس میں دمشق کے بڑے بڑے علمائے کرام میں سے دو عالم مولوی عبدالقادر البیطار اور مولوی احمد النور یلانی اور تعلیم یافتہ نوجوانان دمشق کا ایک خاصہ طبقہ تھا۔ ہم نے دیکھا کہ آپ فصیح عربی زبان بولتے تھے اور اپنی باتوں کی حدیث شریف اور قرآنی آیات سے تائید کرتے تھے۔ اور اگر کسی بات کے متعلق بوقت باہمی گفتگو کوئی حدیث یا قرآنی آیت مستحضر ہوتی تو منطق سے کام لیتے تھے۔ اور یہ مہدی صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) درمیانی قد رکھتے ہیں۔ اور اپنا ہندوستانی ملکی لباس اور سفید پگڑی پہنتے ہیں۔ اور آپ نہایت ذہین بہت روانی اور سلاست و فصاحت سے بولنے والے اور زبردست دلائل اپنی تائید میں پیش کرنے والے ہیں۔ بحث ومباحثہ اور مناظرہ سے نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں۔"

ج۔ یہی اخبار اپنی اشاعت ۱۰ اگست ۱۹۲۴ء میں لکھتا ہے:۔

"..... آپ عربی زبان میں باتیں کرتے تھے جو فصیح عربی زبان سے بہت ملتی جلتی تھی۔ آپ کی عمر کے (۳۰۔۴۰ سال کے اندر اندر ناقل) ہیں۔ آپ کے چہرہ کے خدوخال آپ کے نہایت ذہین ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور آپ کو دیکھنے والا آپ کے رعب و وقار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

د۔ دمشق کا مشہور اخبار فتی العرب اپنی ۱۰ اگست

۱۹۲۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

"یہ خلیفہ صاحب اپنی عمر کے چالیسویں سال میں ہیں۔ منہ پر سیاہ گھنی داڑھی رکھتے ہیں۔ چہرہ گندم گوں ہے اور جلال و وقار چہرہ پر غالب ہے۔ دونوں آنکھیں ذکاوت ذہانت اور غیر معمولی علم و عقل کی خبر دے رہی ہیں۔ آپ ان کے چہرہ کے خدوخال میں جبکہ وہ اپنی برف کی مانند سفید پگڑی پہنے کھڑے ہوں یہ دماغی قابلیتیں دیکھیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ آپ ایک ایسے شخص کے سامنے ہیں جو آپ کو قبل اس کے آپ اسے سمجھیں خوب سمجھتا ہے۔ اور آپ کے لبوں پر تبسم کھیلتا رہتا ہے جو کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ ہو جاتا ہے اور اگر آپ اس کیفیت کو دیکھیں تو آپ اس تبسم کے نیچے جو معنے ہیں اور جو اس میں جلال ہوتا ہے اس سے حیران رہ جائیں گے"

صاحب شکوہ و عظمت

منجملہ دیگر علامات کے جو حضور ایدہ اللہ تعالے کی ولادت کی پیشگوئی میں بیان ہوئی ہیں ایک علامت آپ کا صاحب شکوہ و عظمت ہونا بھی ہے۔ اس کے متعلق شام کے اخبارات کے تاثرات اوپر آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس ضمن میں میاں سلطان احمد وجودی کے تاثرات بھی ملاحظہ فرمادیں جو متحدہ ہندوستان میں پراونشل کانگرس کمیٹی پنجاب کے ممبر تھے وہ لکھتے ہیں:۔

"اگر مصطفےٰ کمال اتاترک ۲۹۴۴۱۶ مربع میل زمین اور ایک کروڑ ۴۰ لاکھ انسانوں پر حکومت کرتا تھا۔ اگر جوزف سٹالین ۱۸۲ قومیتوں اور ۱۴۹ زبانوں والی سترہ کروڑ دس لاکھ انسانوں کی آبادکاری کا واحد مختار کل تھا۔ اگر مسولینی چار کروڑ ۲۰ لاکھ اطالوی اور ایتھوپیا کے ۸۶ لاکھ باشندوں کا خود مختار بادشاہ ہے۔ اگر اڈولف ہٹلر ساڑھے چھ کروڑ جرمنوں کا حکمران ہے تو مرزا بشیر الدین محمود احمد بھی تمام دنیا میں بسنے والے۔ دنیا بھر کی تمام زبانیں جاننے والے افراد پر بلا شرکت غیرے حکومت کرتا ہے جس کے احکام کی تعمیل کو افراد متذکرہ بالا اپنی زندگی کا اولین فرض خیال کرتے ہیں۔" (الحکم جوبلی نمبر دسمبر ۱۹۳۹ء)

ذہین و فہیم

منجملہ دیگر علامات کے حضور ایدہ اللہ تعالے کی ولادت والی پیشگوئی میں حضور کا ذہین و فہیم ہونا بھی ہے۔ اس کے متعلق بھی آپ شام کے اخبارات کے تاثرات اوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحب کا اقرار بھی ملاحظہ ہو۔ آپ حضور ایدہ اللہ تعالے کی غیر معمولی ذہانت اور فہم کا مقابلہ کرنے سے اپنی جماعت کی عاجزی کا یوں اقرار کرتے ہیں:۔

"جس قدر روپیہ احرار کی مخالفت میں قادیان خرچ کر رہا ہے۔ اور جو عظیم الشان دماغ اس کی پشت پر ہے، وہ بڑی سے بڑی سلطنت کو پل بھر میں درہم برہم کرنے کے لئے کافی تھا۔"

(اخبار مجاہد ۱۵ اگست ۱۹۳۵ء)

امریکن یونیورسٹی کے یوگوسلاوی پروفیسر جو امریکہ کی ریاست پنسلوانیہ ولیمز کالج میں شعبہ فلسفہ و مذہب کے صدر ہیں ۱۹۶۱ء میں مذاہب عالم کے تقابلی مطالعہ کے لئے پاکستان آئے انہوں نے امریکہ واپس جاکر

"The Ahmadyya Movement in Islam"

کے عنوان پر ایک مبسوط مقالہ لکھا جس میں وہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق حسب ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات کو پیش کرتا ہے۔ پروفیسر سٹینکو رقمطراز ہے:۔

"قادیان گروپ کو آج بھی اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے تقسیم برصغیر کے بعد سے ربوہ اس گروہ کا قانونی مرکز ہے۔ جو مغربی پاکستان میں واقع ہے۔ اس گروپ کی قیادت ۱۹۱۴ء سے بانی سلسلہ احمدیہ کے فرزند مرزا بشیر الدین (محمود احمد) کے ہاتھ میں ہے۔ بالعموم آپ کے پیرو آپ کو احتراماً "حضرت صاحب" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ ہمیشہ ہی سے ایک اولوالعزم لیڈر اور زرخیز دماغ مصنف واقع ہوئے ہیں۔ اپنے والد کی طرح آپ کو بھی دعویٰ ہے کہ تعلق باللہ کے ایک خاص مقام پر فائز ہیں۔" (ماہنامہ الفاران فروری ۱۹۶۳ء بحوالہ الیسٹرن ورلڈ دسمبر ۱۹۶۱ء)

اپنے کاموں میں اولوالعزم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود سے جو صفات وابستہ تھیں۔ ان میں سے آپ کا علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم ہونا بھی ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان صفات کے کامل طور پر حامل ہیں۔ دنیا کے کسی علم میں کوئی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خود اغیار نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ

(۱) مصور فطرت خواجہ حسن نظامی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی قلمی تصویر یوں کھینچتے ہیں۔

"اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی علمی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کرکے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا اور یہ بھی کہ مغل ذات کار فرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل و فہم میں بھی قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں۔"

(خالد نومبر ۱۹۵۵ء بحوالہ اخبار عادل دہلی ۲۴ اپریل ۱۹۳۳ء)

(ب) اثنائے سفر یورپ دمشق میں قیام کے موقعہ پر
اخبار الحمران نے اپنی ۱۰ اگست ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں
بعنوان "مہدی دمشق میں" جن تاثرات کا اظہار کیا ہے
وہ یہ ہیں:-

"جناب احمد قادیانی صاحب ہندوستان
میں مہدی کے خلیفہ اپنے بڑے بڑے
مصاحبین سمیت جو آپ کی جماعت کے
بعض بڑے بڑے علماء ہیں۔ دار الخلافہ (دمشق
ناقل) میں تشریف لائے۔ ابھی آپ کے
دار الخلافہ میں تشریف لانے کی خبر شائع
ہی ہوئی تھی کہ بہت سے علماء و فضلاء آپ
کے ساتھ گفتگو کرنے اور آپ کی دعوت
کے متعلق آپ سے مناظرہ و مباحثہ کرنے
کے لئے آپ کی خدمت میں پہنچ گئے۔
اور انہوں نے آپ کو نہایت عمیق ریسرچ
رکھنے والا عالم اور سب مذاہب اور ان
کی تاریخ و فلسفہ کا گہرا مطالعہ رکھنے والا
اور شریعت الٰہیہ کی حکمت و فلسفہ سے واقف
شخصیت پایا۔"

ج۔ ۱۹۱۹ء میں لاہور میں پروفیسر سید عبد القادر صاحب
ایم-اے کی صدارت میں مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج
لاہور کا جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے
اسلام میں اختلافات کا آغاز کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس
جلسہ میں پروفیسر صاحب نے حضور کا تعارف کرواتے ہوئے
کہا:-

"حضرات عام طور پر قاعدہ ہوتا ہے کہ جب
کوئی صاحب لیکچر کے لئے تشریف لاویں تو
صدر انجمن حاضرین سے ان کا تعارف کرواتا
ہے لیکن آج کے لیکچرار اس عزت، اس
شہرت اور اس پایہ کے انسان ہیں کہ شاید
ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں۔ آپ اس
عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کے خلف
ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا اور بالخصوص
عیسائی عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا۔"
(تاثرات قادیان صفحہ ۱۶۲)

د۔ پروفیسر صاحب مذکور نے تقریر کے اختتام پر فرمایا
"حضرات میں نے بھی کچھ تاریخی اوراق
کی ورق گردانی کی ہے۔ اور آج شام کو
جب میں اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا
کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم
ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا
ہوں لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر
کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفل مکتب
ہوں اور میری علمیت کی روشنی اور جناب
مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت
ہے جو اس لیمپ (جو میز پر تھا) کی روشنی کو
اس بجلی کے لیمپ کی روشنی سے (جو اوپر
آویزاں تھا) ہے۔
حضرات جس فصاحت اور علمیت سے جناب
مرزا صاحب نے اسلامی تاریخ کے ایک

نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے وہ انہیں
کا حصہ ہے۔ اور یہاں بہت کم لوگ ہونگے
جو ایسے دقیق باب کو بیان کر سکیں۔ میرے
خیال میں تو لاہور میں بھی ایسا کوئی شخص نہیں
ہے .... میں خواہش کرتا ہوں کہ ایسے
ایسے قابل انسان ہماری سوسائٹی میں ہوں
میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسی زبردست علمیت
اور شخصیت کا انسان ہماری سوسائٹی کا ممبر
بن جائے تو سوسائٹی کو چار چاند لگ
جائیں گے۔" (تاثرات قادیان ص۱۶۲-۱۶۳
بحوالہ الفضل ۸ مارچ ۱۹۱۹ء ص۵)

۷۔ اس سلسلہ میں میاں سلطان احمد وجودی ممبر پراونشل
کانگرس کمیٹی کے تاثرات بھی کچھ کم دلچسپی کے حامل نہیں وہ
لکھتے ہیں:۔

"مرزا بشیر الدین محمود احمد میں کام کرنے
کی قوت حد سے زیادہ ہے وہ ایک
غیر معمولی شخصیت کے انسان ہیں۔ وہ کئی
گھنٹوں تک رکاوٹ کے بغیر تقریر کرتے
ہیں۔ ان کی تقریر میں روانی اور معلومات
زیادہ پائی جاتی ہیں۔ وہ بڑی بڑی ضخیم
کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کو [illegible] کے
اخلاق کا گہرا اثر ملنے والوں پر ہوتا ہے
تنظیم کا ملکہ ان میں موجود ہے وہ پچاس سال
کی عمر میں کام کرنے کے لحاظ سے نوجوان
معلوم ہوتے ہیں۔ وہ اردو زبان کے ایک

بڑے سرپرست ہیں۔" (الحکم جوبلی نمبر دسمبر
۱۹۳۹ء ص۳۶)

۶۔ علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کے متعلق ایک اور
زبردست شہادت ذیل میں پیش ہے۔ ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء
کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے لاہور میں احمدیہ
انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کے زیر انتظام "اسلام کا
اقتصادی نظام" کے عنوان پر معرکۃ الآراء تقریر فرمائی۔
جس نے علمی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ یہ لیکچر انگریزی، فرانسیسی
جرمنی، ہسپانوی وغیرہ دنیا کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو کر
شائع ہو چکا ہے۔ اور اہل علم سے خراج عقیدت وصول کر
رہا ہے۔ اس کے متعلق سپین کی وزارت صنعت و تجارت
کا ایک بااثر ترجمان Information
Commercial Industrial
اپنے اکتوبر ۱۹۴۶ء کے شمارہ میں لکھتا ہے۔

"کسی قدر جذباتی رنگ سے قطع نظر اس
کتاب میں کمیونزم کے مقابلہ میں نہایت
شاندار طور پر اسلام کا اقتصادی نظام
پیش کیا گیا ہے اور بھاری دلائل سے ثابت
کیا گیا ہے کہ کمیونزم نہ صرف سیاسی اصول
اور تحریکات کے خلاف ہے۔ بلکہ مذہبی اقدار
کا بھی دشمن ہے۔ کتاب نہایت اعلیٰ معلومات
کا مخزن ہے .... حضرت امام جماعت
احمدیہ اس لیکچر کے لئے قابل صد مبارکباد
ہیں۔" (المبشرات ص۸۳)

۸۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بڑی کی

بستی کی تعمیر کے وقت پاکستان بھر کے بڑے بڑے اخبارات کے نمائندگان کو ربوہ کی مجوزہ جگہ کے دیکھنے کی دعوت دی۔ اور وہاں انہیں ربوہ کے مجوزہ نقشہ کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔ ربوہ کی تعمیر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اولوالعزمی کی ایک بین دلیل ہے۔ چنانچہ مشہور صحافی وقار انبالوی نے اپنے روزنامہ سفینہ کی ۱۳ نومبر ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں اس کے متعلق حسب ذیل تبصرہ کیا۔ آپ لکھتے ہیں:-

"گزشتہ اتوار کو امیر جماعت احمدیہ نے لاہور کے اخبار نویسوں کو اپنی نئی بستی ربوہ کا مقام دیکھنے کی دعوت دی اور انہیں ساتھ لے کر وہاں کا دورہ کیا۔ اس دورے کی تفصیلات اخبارون میں آچکی ہیں۔ ایک مہاجر کی حیثیت سے ربوہ ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ ساٹھ لاکھ مہاجر پاکستان آئے۔ لیکن اس طرح کہ وہاں سے بھی اجڑے اور یہاں پر بھی کس مپرسی نے انہیں منتشر کر رکھا۔ یہ لوگ مسلمان تھے رب العالمین کے پرستار اور رحمۃ للعالمین کے نام لیوا مساوات و اخوت کے علمبردار لیکن اتنی بڑی مصیبت بھی انہیں یکجا نہ کر سکی اس کے برعکس ہم اعتقادی حیثیت سے احمدیوں پر ہمیشہ طعنہ زن رہے ہیں۔ لیکن ان کی تنظیم ان کی اخوت اور دکھ سکھ میں ایک دوسرے کی حمایت نے ہماری آنکھوں کے سامنے ایک نیا قادیان آباد کرنے کی ابتدا کر دی ہے۔ مہاجرین کروڑ لوگ بھی آئے۔ جن میں فدا کے فضل سے ایک ایک آدمی ایسی بستیاں بسا سکتا تھا۔ لیکن ان کا روپیہ ان کی ذات کے علاوہ کسی غریب مہاجر کے کام نہ آسکا ربوہ ایک اور نقطۂ نظر سے بھی ہمارے لئے محل نظر ہے۔ وہ یہ کہ حکومت بھی اس سے سبق لے سکتی ہے۔ اور مہاجرین کی صنعتی بستیاں اس نمونے پر بسا سکتی ہے۔ اس طرح ربوہ عوام اور حکومت کے لئے ایک مثال ہے اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ لمبے چوڑے دعوے کرنے والے منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور عملی کام کرنے والے کوئی دعوے کئے بغیر کچھ کر دکھاتے ہیں۔" (سفینہ لاہور ۱۳ نومبر ۱۹۴۸ء)

دسمبر ۱۹۴۸ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مینارڈ ہال لاء کالج لاہور میں "موجودہ حالات میں عالم اسلام کی حیثیت اور اس کا مستقبل" کے موضوع پر بصیرت افروز تقریر فرمائی جس کی صدارت آنریبل جسٹس ایس اے رحمٰن نے فرمائی۔ صاحب صدر نے تقریر کے اختتام پر جو تاثر ظاہر کیا ہے وہ اس امر کی شاہد ہے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر علوم ظاہری و باطنی سے نوازا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"میں احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن کا شکر گزار ہوں کہ جس نے اس فاضلانہ تقریر کے سننے کا ہمیں موقعہ بہم پہنچایا۔ جناب مرزا صاحب نے تھوڑے سے وقت میں بہت وسیع

مضمون بیان فرمایا ہے اور اس کے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے جو تعمیری تجاویز بیان فرمائی ہیں وہ نہایت ہی قابلِ قدر ہیں۔ ہمیں ان پر سنجیدگی سے غور کرنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے"

(الفضل ۱۴ دسمبر ۱۹۴۸ء)

ب۔ قیامِ پاکستان پر لاہور میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے استحکامِ پاکستان کے متعلق بہت عنوانات پر لاہور میں تقاریر فرمائیں۔ چنانچہ "پاکستان اور اس کا مستقبل" کے موضوع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لاہور میں زیرِ صدارت ملک فیروز خاں صاحب نون تقریر فرمائی۔ تقریر کے آخر پر صاحبِ صدر نے جو ریمارکس کہے وہ یہ ہیں:۔

"حضرت صاحب کے دماغ کے اندر علم کا ایک سمندر موجزن ہے۔ انہوں نے تھوڑے وقت میں بہت کچھ بتایا ہے۔ اور نہایت فاضلانہ طریق سے مضمون پر روشنی ڈالی ہے"

(الفضل ۹ دسمبر ۱۹۴۷ء)

الغرض دنیا کا کوئی علم بھی لے لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں حضور کو اپنے فضل سے اعلیٰ کمال عطا فرمایا ہے۔

"اسیروں کا رستگار"

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات پیشگوئی میں بیان ہوئیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ اسیروں کے رستگار ہونگے۔ ایک زمانہ شاہد ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں بہت سی اقوام کی رستگاری کے لئے اپنے تمام ذرائع کو کام میں لاکر وہ خدمات سرانجام دیں کہ جن کا مخالفین کو بھی اقرار کرنا پڑا۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء میں جب کشمیر کے مسلم عوام پر ہندو سامراج اور ڈوگرہ راج نے طرح طرح کے منصوبوں سے مظالم اور مصائب کے پہاڑ کھڑے کر دیئے اور ان کی ہر قسم کی آزادی کو سلب کر دیا تھا۔ اس وقت ان کی امداد کے لئے بڑے بڑے لیڈروں، راجاؤں اور ریاست والوں کی نظر انتخاب آپ پر ہی پڑی۔ اور آپ نے ہی اس کشتی کو منجدھار سے نکال کر ساحلِ مراد تک پہنچایا۔ اور کشمیریوں کو آزادی کا سانس نصیب ہوا۔

• چنانچہ مسلمانوں کے مشہور لیڈر جن میں شاعرِ مشرق ڈاکٹر سر اقبال۔ نواب صاحب کنج پورہ۔ سر ذوالفقار علی خان، خان بہادر شیخ رحیم بخش ریٹائرڈ سیشن جج۔ سید محسن شاہ ترمذی۔ خواجہ حسن نظامی۔ سید حبیب مدیر سیاست۔ مولوی حسرت موہانی وغیرہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں جمع ہوئے اور "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور ڈاکٹر سر اقبال کی تجویز پر آپ سے اس کی زمامِ قیادت ہاتھ میں لینے کی درخواست کی گئی (سرگزشت از عبد المجید سالک صفحہ ۲۹۳)

آپ کی کامیاب قیادت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانانِ کشمیر جو مدتوں سے انسانیت کے ادنیٰ حقوق سے محروم تھے آزادی کی فضا میں سانس لینے لگے۔ جس کا مسلم پریس کو بھی ان الفاظ میں خراجِ تحسین ادا کرنا پڑا۔

"جس زمانہ میں کشمیر کی حالت نازک تھی اس زمانہ میں جن لوگوں نے اختلافِ عقائد کے باوجود مرزا صاحب کو منتخب کیا تھا۔ انہوں

نے کام کی کامیابی کو زیر نگاہ رکھ کر بہترین انتخاب کیا تھا۔ اس وقت اگر اختلاف عقائد کی وجہ سے مرزا صاحب کو منتخب نہ کیا جاتا تو تحریک بالکل ناکام رہتی اور امت مرحومہ کو سخت نقصان پہنچتا۔" (تاریخ احمدیت ص۴۳۱ بحوالہ اخبار ریاست ۸ مئی ۱۹۳۳ء)

اسی طرح عبدالمجید سالک تحریک آزادی کشمیر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"شیخ محمد عبداللہ (شیر کشمیر) اور دوسرے کارکنان کشمیر مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے بعض کارپردازوں کے ساتھ اعلانیہ روابط رکھتے تھے۔ اور ان روابط کی بناء محض یہ تھی کہ مرزا صاحب کثیر الوسائل ہونے کی وجہ سے تحریک کشمیر کی امداد کئی پہلوؤں سے کر رہے تھے اور کارکنان کشمیر طبعاً ان کے ممنون تھے (ذکر اقبال از سالک ص۱۸۶)

پھر متحدہ ہندوستان میں سب سے بڑی اقلیت یعنی مسلمان صدیوں سے ہندوؤں اور انگریزوں کے اسیر چلے آتے تھے۔ حضور نے ان اسیروں کی رستگاری کے لئے کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ چنانچہ پاک و ہند کی آزادی کی جدوجہد کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والا کوئی انصاف پسند شخص حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی مساعی کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہر موقعہ اور ہر مقام پر حضور نے مسلم قوم کی آزادی کے لئے صحیح راہنمائی فرمائی جس کا اپنوں اور بیگانوں سب نے ہی اعتراف کیا۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ لیکن بطور نمونہ چند ایک پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۱) ۱۹۲۷ء میں آل پارٹیز کانفرنس شملہ میں منعقد ہوئی جس میں مخلوط اور جداگانہ انتخابات کا مسئلہ زیر بحث تھا قائد اعظم محمد علی جناح اور دوسرے مسلم لیڈر بھی مخلوط انتخاب کے حامی تھے۔ مگر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس وقت جداگانہ انتخاب کے حق میں اس قدر موثر تقریر فرمائی کہ سب آپ کی رائے سے متفق ہو گئے۔ اس کے متعلق مولانا محمد علی جوہر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ آپ نے اپنے اخبار ہمدرد میں لکھا:۔

"ناشکری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم تبلیغ و تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبد وں میں بیٹھ کر خدمت اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا۔

جن اصحاب کو جماعت احمدیہ قادیان کے
اس جلسۂ عام میں جس میں مرزا صاحب
موصوف نے اپنے عزائم اور طریق کار پر
اظہار خیالات فرمایا شرکت کا شرف
حاصل ہوا ہے۔ وہ ہمارے خیال کی تائید
کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔"
(تاثرات قادیان بحوالہ ہمدرد دہلی مورخہ
۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء)

ب۔ اسی طرح اخبار مشرق گورکھپور نے لکھا۔
"جناب امام صاحب جماعت احمدیہ
کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔ آپ ہی
کی تحریک سے ورتمان پر مقدمہ چلایا گیا
آپ کی ہی جماعت نے رنگیلا رسول کے
معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی اور
جیل خانہ جانے سے خوف نہ کھایا۔ آپ
ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب
بہادر کو عدل و انصاف کی طرف مائل
کیا...... اس وقت ہندوستان میں جتنے
فرقے مسلمانوں کے ہیں سب کسی نہ کسی وجہ
سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے
مرعوب ہو رہے ہیں۔ صرف ایک احمدی
جماعت ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں
کی طرح کسی فرد یا جمعیت سے مرعوب نہیں
اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی
ہے۔" (تاثرات قادیان بحوالہ مشرق مورخہ
۲۲ ستمبر ۱۹۲۷ء)

ج۔ ماہ جون ۱۹۲۹ء کو سائمن کمیشن کی رپورٹ شائع
ہوئی کمیشن نے صوبوں اور ریاستوں میں فیڈریشن قائم کرنے
کی سفارش کی۔ ہندوستانی لیڈران سفارشات پر مطمئن نہ
تھے۔ اور ملک میں بدامنی کے آثار نمودار ہوگئے۔ وائسرائے
نے حکومت انگلستان اور وزیر ہند کے مشوروں سے گول میز
کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا جس میں نوآبادیات کے
طرز پر حکومت خود اختیاری کے متعلق فیصلہ ہونا تھا۔ نومبر
۱۹۳۰ء میں پہلی گول میز کانفرنس کا انعقاد طے ہوا۔ حضور
ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دوربین نگاہ سے بھانپ لیا کہ اس
کانفرنس میں سب سے زیادہ توجہ سائمن کمیشن کی رپورٹ
حاصل کرے گی۔ چنانچہ اس پر آپ نے "ہندوستان کے موجودہ
سیاسی مسئلہ کا حل" کتاب لکھی۔ اور اس کا ترجمہ کرا کے اس
کی وسیع اشاعت کروائی۔ اس کتاب کی اشاعت پر بیسیوں مسلمان
اور انگریز لیڈروں کے شکریہ کے خطوط آئے۔ اور ریویو ہوئے
جن میں سے ذیل میں چند ایک کا بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے

(۱) سرہون ارومر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا۔
"سائمن کمیشن کی رپورٹ پر یہ ایک مفصل
تنقید ہے جو میری نظروں سے گزری۔ میں
اس اخلاص اور معقولیت اور وضاحت کی
داد دیتا ہوں جس سے کہ امام جماعت احمدیہ
نے اپنی جماعت کے خیالات کا اظہار کیا
ہے۔ میں ہز ہولی نس کے نہ صرف ہندوستان
بلکہ دنیا کے اس امر کے متعلق بلند خیال سے
بہت متاثر ہوا ہوں۔"

(۲) مسٹر ایل ایمری جو بعد میں وزیر ہند ہوئے لکھتے ہیں:-

"میں نے اس کتاب کو بہت دلچسپی سے پڑھا ہے۔ اور میں اس روح کو جس کے ساتھ یہ کتاب لکھی ہے۔ نیز اس محققانہ قابلیت کو جس کے ساتھ ان سیاسی مسائل کو حل کیا گیا ہے نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔"

(۳) ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب علی گڑھ نے لکھا:

"میں نے جناب کی کتاب نہایت دلچسپی سے پڑھی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی یورپ میں بکثرت اشاعت فرمادیں ..... جناب نے اسلام کی ایک اہم خدمت سرانجام دی ہے۔"

(۴) سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون ایم۔ ایل۔ اے کراچی نے لکھا۔

"میری رائے میں سیاست کے باب میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں کتاب "ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل" بہترین تصانیف میں سے ہے۔"

(۵) ڈاکٹر سر اقبال نے لکھا۔

"تبصرہ کے چند مقامات کا میں نے مطالعہ کیا ہے نہایت عمدہ اور جامع ہے۔"

(۶) اخبار انقلاب لاہور ۱۶ نومبر ۱۹۳۰ء رقمطراز ہے

"جناب مرزا صاحب نے اس تبصرہ کے ذریعہ مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ بڑی بڑی اسلامی جماعتوں کا کام تھا جو مرزا صاحب نے انجام دیا۔"

(۷) مدیر سیاست نے اپنی اشاعت ۱۴ ستمبر ۱۹۳۰ء میں لکھا۔

"مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے میدان تصنیف میں جو کام کیا ہے، وہ بلحاظ ضخامت و استفادہ ہر تعریف کا مستحق ہے۔ اور سیاسیات میں اپنی جماعت کو عام مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو چلانے میں آپ نے جس عمل کی ابتدا کر کے اس کو اپنی قیادت میں کامیاب بنایا ہے، وہ بھی ہر منصف مزاج اور حق شناس انسان سے خراج تحسین وصول کر کے رہتا ہے۔ آپ کی سیاست کا ایک زمانہ قائل ہے

اور نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرنے میں سائمن کمیشن کے روبرو مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ پیش کرنے میں مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے مدلل بحث کرنے اور مسلمانوں کے حقوق کے متعلق استدلال سے مملوح کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابل تعریف کام کیا ہے"

(تاثرات قادیان صہ ۳۷ ، ۳۸)

الغرض اس طرح عین ضرورت کے وقت اس کتاب

نے مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کی معقولیت ممبران گول میز
کانفرنس پر واضح کر دی۔ اور ہندوستان کے لئے آئینی حکومت
کی بھی تجویز کی گئی۔ اور سائمن کمیشن کی نسبت بہتر تجاویز
منظور کی گئیں۔ اور اس طرح اسیروں کی رستگاری کے
لئے اگلے زینہ پر قدم رکھا۔

(۸) دوسری جنگ عظیم میں جب مصر کی حدود میں جنگ
کی آگ داخل ہوئی۔ اور پھر ساتھ ہی ارض مقدس کو
جنگ کی آگ کا خطرہ لاحق ہونے کا امکان دیکھ کر اس آگ
کو ارض مقدس اور مصر سے دور رکھنے کے لئے حضور
ایدہ اللہ تعالےٰ نے خطبہ دیا۔ اس پر اخبار زمزم اپنی
اشاعت ۱۹ جولائی ۱۹۴۲ء میں آپ کی ان خدمات کا
اعتراف بالفاظ ذیل کرتا ہے:۔

"موجودہ حالات میں خلیفہ صاحب (حضرت
امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ) نے مصر اور
حجاز مقدس کے لئے اسلامی غیرت کا جو ثبوت
دیا ہے وہ یقیناً قابل قدر ہے۔ اور انہوں
نے اس غیرت کا اظہار کر کے مسلمانوں کے
جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔"

(۹) آنریبل خان بہادر شیخ سر عبدالقادر لا ممبر گورنمنٹ
ہند دہلی نے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی اسلامی خدمات کا
اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"مجھے جماعت احمدیہ کے ساتھ مسلمانوں کے
عام مفاد کے سلسلہ میں تعلقات کا موقعہ ملتا
رہا ہے۔ مسلمانوں کی عام بہبودی اور ترقی
کے سوال سے آپ کی گہری دلچسپی کا میرے
دل پر بھاری اثر ہے۔" (الحکم جوبلی نمبر دسمبر
۱۹۳۹ء)

مختصر یہ کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے
حقوق، ان کی بہبودی اور بھلائی اور ان کی آزادی کا کوئی
موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ لیکن پھر بھی آجکل کے سیاستدان
اور علماء جو متعصبانہ ذہنیت رکھتے ہیں جماعت احمدیہ اور حضرت
امام جماعت احمدیہ کے خلاف عوام میں غلط فہمیاں پیدا
کرنے پر کمریں باندھے ہوئے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ
اپنے پیشرو اور سیاستدانوں اور بزرگوں کے ان تاثرات
پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اپنے کردار کی اصلاح
اور روش میں نیک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

قومیں اس سے برکت پائیں گی

۱۹۴۷ء میں جب فلسطین کی تقسیم کا سوال سلامتی
کونسل میں پیش تھا تو عربوں کی خواہش پر اس کیس کو
پیش کرنے کے لئے محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب
کو امریکہ میں قیام کرنے کی ہدایت حضور ایدہ اللہ تعالےٰ
کی طرف سے دی گئی۔ چنانچہ آپ نے عربوں کی طرف
سے کیس پیش کیا۔ جس پر عرب ڈیلی گیشن کی طرف سے
بذریعہ تار آپ کا شکریہ ادا کیا۔ اور لکھا:۔

"ہمیں اس سے بے حد اطمینان ہوا
ہے ہمیں امید ہے کہ اس سے عربوں
کے مطالبات کو بے حد تقویت پہونچے گی"
(الفضل ۸ر نومبر ۱۹۴۷ء)

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے محترم چوہدری صاحب

کو نیویارک میں قیام کی ہدایت اور اس پر عرب ممالک کے وفد کا شکریہ ادا کرنا اس امر پر شاہد ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا وجود باجود تمام اقوام عالم کے لئے باعث برکت و رحمت ہے۔

میاں تنک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وجود باجود ان تمام صفات سے متصف اور ان تمام خوبیوں کا مجسمہ ہے۔ جن کا آپ کی ولادت سے متعلقہ پیشگوئی میں ذکر ہے۔ اور آپ کا وجود اسلام کے زندہ ہونے کا زندہ نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود باجود کے ذریعہ کلام اللہ کا شرف اور مرتبہ ظاہر کیا۔ قوموں نے آپ کے وجود سے برکت پائی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح فرمایا۔ اور اپنے نور سے آپ کے ہر ذرّہ کو منور فرمایا۔ اور زمین کے کناروں تک آپ کو شہرت دی۔ اور آپ کے ذریعہ اسلام کا جھنڈا عیسائیت کے قلب میں گاڑا۔ آپ کے ان کمالات اور اوصاف کا اپنوں اور بیگانوں سبھی نے اعتراف کیا۔ اللّٰھُمَّ متعنا بطول حیاتہ۔ آمین اللّٰھم آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خریدار اصحاب سے!

خالد کے خریدار اصحاب مینیجر سے خط و کتابت کرتے ہوئے اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کیا کریں۔ یہ نمبر ہر خریدار کے پتہ کی چٹ پر درج ہوتا ہے اور اس کا حوالہ نہ دینے کی صورت میں بسا اوقات ہم تعمیلِ ارشاد نہیں کر سکتے۔ (مینیجر ماہنامہ خالد)

اعانتِ "خالد" — شکریہ!

۱۔ خالد کے "خلافت ثالثہ نمبر" کے لئے مرکزی شعبۂ اشاعت کی طرف سے بعض بڑی مجالس سے اشتہارات کی فراہمی کے لئے اعانت چاہی گئی تھی۔ مجالس لاہور، کراچی اور سیالکوٹ نے اس ضمن میں خصوصی تعاون فرمایا ہے خصوصاً مجلس لاہور نے اپنے ذمہ لگائی گئی رقم سے زیادہ کے اشتہارات مہیا کئے ہیں جس کے لئے شعبہ ہذا ان کا بہت ممنون ہے۔ دیگر مجالس بھی اگر تھوڑی سی کوشش کریں تو اپنے مرکزی ترجمان کی مالی اعانت میں قابلِ قدر حصہ لے سکتی ہیں۔ بس ذرا توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔!

۲۔ خاص نمبر کی کچھ کاپیاں ابھی فروخت کے لئے بچی ہوئی ہیں مجالس جلد آرڈر بھجوا کر منگوالیں۔ ایسا نہ ہو کہ بعد میں محروم رہنے پر افسوس رہے۔ (مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم عبدالحمید صاحب شوقؔ - لاہور

ضرورت ہے

ہر اک انسان کو رُشد و ہدایت کی ضرورت ہے
صداقت کی سعادت کی قناعت کی ضرورت ہے

مرے مولا تری تائید و نصرت کی ضرورت ہے
ترے فضل و کرم تیری مروّت کی ضرورت ہے

ہمارے دل سے دُنیا کی محبت سرد ہو جائے
ہمیں تیری محبت اور اُلفت کی ضرورت ہے

ترا محمود ایدہ اللہ جس کی تُو نے مہدی کو بشارت دی
ہمیں اُس کی بہت لمبی خلافت کی ضرورت ہے

تُو قادر ہے تجھے قدرت ہے ہر اک کام کرنے کی
تری رحمت ترے لطف و عنایت کی ضرورت ہے

امام قوم کو جلدی مکمل تندرستی دے
جماعت کو ابھی ان کی قیادت کی ضرورت ہے

ہمیں ہر ملک میں اسلام کی تبلیغ کرنے کو
ہزاروں نوجوانانِ جماعت کی ضرورت ہے

خدا کی گر خوشی مطلوب ہو تو شوقؔ دُنیا میں
ہمیں ہر گام پر اُس کی اطاعت کی ضرورت ہے

مکرم شیخ حبیب احمد صاحب ثاقب بی۔ اے سٹوڈنٹ
موہن وال ضلع لاہور

اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھانے کا طریقہ

جب کسی شے کے حسن اور خوبی کا تذکرہ بار بار کیا جاتا ہے تو لامحالہ اس شے سے تعلقِ خاطر پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ تو ایک دنیوی طریقہ ہے۔ ایک عام مثال ہے کہ جب ہم کسی مصنف کی تصنیفات کو دلبستگی کے ساتھ پڑھتے ہیں تو مصنف سے لگاؤ سا پیدا ہو جاتا ہے۔ جو اکثر و بیشتر محبت کا روپ دھار لیتا ہے۔ ایک احمدی مسلمان کی حیثیت سے ہمیں خدا تعالیٰ اور رسولِ دو جہاں خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت کرنی چاہیئے۔ بلاشبہ ہم دنیا میں رہتے ہیں لیکن ہمارا فرض ہے کہ دنیا میں رہ کر بھی ہم دین کو مقدم رکھیں۔ آئیے ذرا غور کریں کہ وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے ہم اپنے مولائے حقیقی اور حبیبِ دوجہان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت بڑھا سکتے ہیں؟ یہ کوئی نئی ایجاد اور نیا طریقہ نہیں ہے بلکہ وہی کہ کسی چیز کا خلوص سے بار بار تذکرہ کرنے سے اس شے سے پیار ہو جاتا ہے۔ سو چاہیئے کہ ہم بار بار "لا الٰہ الّا اللہ محمّد رسول اللہ" پڑھیں۔ اسے دل و دماغ میں رکھیں اور اس کے مطالب پر غور و فکر کریں۔

اس کلمۂ طیبہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی ہستی کے سوا کوئی اور ہستی قابلِ عبادت اور قابلِ تسلیم و اطاعت نہیں ہے۔ وہ احکم الحاکمین ہے۔ اس کے احکام کی دل و جان سے پیروی کی جائے۔ وہ عظمت و محبت کا سرچشمہ ہے۔ اس کے بغیر کسی سے تعلق بیکار ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے برگزیدہ اور محبوب رسول ہیں۔ کلمۂ طیبہ میں اس چیز کے ذکر کا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق بڑھانے کے لئے خود آپ ہی کا نمونہ اختیار کرے۔ کیونکہ آپ کے اُسوہ پر چلنے سے آدمی بھٹکے ہوئے رستے سے ہٹ کر راہِ ہدایت پا سکتا ہے اور آپؐ کی اتباع حقیقی عبادت اور محبت کا واحد ذریعہ ہے جس کے بغیر رضائے خداوندی کا حصول مشکل ہی نہیں سراسر ناممکن ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ○

(اے محمدؐ) کہدو۔ اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے پیار کرے گا۔ تمہیں مغفرت عطا کرے گا گناہوں سے۔ وہ بخشنے

بڑا بخشنے والا رحیم ہے۔"

کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے
رسولؐ کی فرمانبرداری کرو لیکن اگر وہ
اعراض کریں تو بے شک مولیٰ کریم انکار
کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

اب ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم اسلام میں داخل ہیں اور اس آیت کے مصداق " وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ " یعنی جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ خسارہ میں رہنے والوں میں سے ہوگا۔" ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا نام لبوں پر رکھیں، حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں اور اپنے محبوب امام مہدی آخر الزمان حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی تعلیمات کے ذریعہ عملی طور پر اپنے مولیٰ رب العزت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ رابطۂ عشق و وفا قائم کریں کہ جو بے نظیر ہو اور دنیا کو یہ ثابت کر دکھائیں کہ آج احمدی ہی وہ جذبہ اور ہمتِ دینیہ رکھتے ہیں جس کی اسلام کو اشد ضرورت ہے۔ واللہ ھو المستعان ✦

خدمتِ خلق کا قابلِ تقلید نمونہ

مؤرخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۴ء کو جناب سید غضنفر علی صاحب ایڈووکیٹ وصدر بار ایسوسی ایشن سرگودھا چنیوٹ کے قریب ایک حادثہ میں شدید مجروح ہو گئے تھے۔ انہیں فوری طور پر جائے حادثہ سے فضلِ عمر ہسپتال ربوہ پہنچایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے انہیں فوری طبی امداد بہم پہنچائی اور خون دیئے جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ محترم صدر مجلس نے فوری طور پر خدام کو خون Donate کرنے کی ہدایت کی۔ حکم ملتے ہی ۱۵ منٹ میں ۱۳ خدام خون کا عطیہ دینے کے لئے ہسپتال پہنچ گئے اور خون دیا گیا۔ اس کے بعد ۲۸ر دسمبر کو پھر خون دینا تجویز ہوا چنانچہ پھر ۲ خدام نے اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ ان میں سے چار موزوں خدام کا خون لیا گیا۔ مزید برآں شروع جنوری میں مکرم مولوی نصیر احمد صاحب مربی سلسلہ سرگودھا کی درخواست پر ۱۲ خدام اس غرض کیلئے سرگودھا ہسپتال گئے کیونکہ وہاں خون آسانی سے نہ مل رہا تھا اور ایک مریضہ کی جان بچانے کیلئے خون کی سخت ضرورت تھی۔ ان سب کا خون ٹسٹ کرنے کے بعد ۲ خدام کے متعلق تجویز ہوا کہ وہ کل خون کا عطیہ دیں۔ چنانچہ اگلے روز ان دونوں خدام نے خون کا عطیہ دیا اور اس طرح نوجوانوں کے اس جذبۂ خدمتِ خلق سے دو قیمتی انسانی جانیں بچ گئیں۔ یاد رہے اوّل الذکر مکرم سید غضنفر علی صاحب اپنے علاقہ کے معزز شیعہ دوست اور بڑے کامیاب وکیل ہیں۔ قارئین کرام

خدام کے اس قابلِ تقلید نمونہ کے مظاہرہ پر ان کی دینی، روحانی اور جسمانی ترقیات کے لئے دعا فرمائیں۔

(ناظم اشاعت خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ)

مکرم نصیر اعظم پوری صاحب

ربوہ میں رمضان المبارک

قومی تربیت اور ملی حیات کے مسائل باہم بڑا ہی گہرا ربط اور تعلق رکھتے ہیں۔ وہ قومیں جو زندہ ہیں یا جو زندہ رہنا چاہتی ہیں وہ تربیت کی اہمیت سے کبھی غافل نہیں ہوتیں ایسی قومیں افرادِ ملت کی تربیت ایسی نہج پر کرتی ہیں جس پر چل کر وہ اپنی آخری منزلِ مقصود کو پوری کامیابی اور کامرانی سے پا سکیں۔

اسلام غالباً وہ پہلا مذہب ہے جس نے ملی احیاء کے ضمن میں مسلمان فرد کی پیدائش سے لیکر اس کی موت تک تربیتی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا۔ اسلام نے فرد کی اصلاح کے لئے جو تربیتی سکیمیں تیار کی ہیں ان میں سب سے زیادہ اہم اور مؤثر سکیم "شہرِ تربیت" کی وہ سکیم ہے جسے ہم "رمضان المبارک" کے مہینے کے نام سے جانتے ہیں۔ اسلامی اصلاحی پروگرام میں سب سے بڑھ کر اس واحد سکیم کا سب سے اہم تربیتی پہلو "تقویٰ کا حصول" ہے، گویا وہ کلیدِ کامیابی حاصل کرنا جس کے حصول کے بعد ہمارے تمام کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں اور ہماری زندگی کی تمام نحوستیں اپنے اندھیروں کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں۔

یہ "شہرِ تربیت" اگرچہ ہر جگہ پورے جوش و خروش سے منایا جاتا ہے لیکن جس گرم جوشی، والہیت اور اہتمام کے ساتھ اسے جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ میں منایا جاتا ہے وہ بلاشبہ قابلِ دید ہے۔ آیئے آپکو رمضان المبارک میں ربوہ" کی تھوڑی سی سیر کرا لائیں۔

رمضان المبارک کے شروع ہونے سے پہلے ہی جماعتی پیمانے پر رمضان المبارک کے پرجوش استقبال کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ربوہ کی اہم مساجد میں نمازِ تراویح کی ادائیگی کے لئے حفاظ کی تقرری ہوتی ہے۔ مرکزی مسجد میں "درسِ قرآن مجید" کے ضمن میں ان علماءِ کرام کے ناموں کا اعلان کیا جاتا ہے جو رمضان المبارک کے دوران قرآن مجید کے حقائق و معارف بیان کریں گے۔ جملہ تعلیمی ادارے اور دفاتر اپنے لائحہ کار میں اس طور سے تبدیلی کرتے ہیں، کہ رمضان المبارک کی برکات متاثر نہ ہوں۔ الغرض "ہلالِ رمضان" کے نمودار ہونے سے پہلے اہلِ ربوہ ہر لحاظ سے رمضان کی تیاری مکمل کر لیتے ہیں۔

درسِ قرآن مجید:۔

رمضان المبارک کے آغاز کے ساتھ ہی مسجد مبارک میں قرآن مجید کا درس شروع ہو جاتا ہے۔ علماءِ کرام پروگرام کے مطابق قرآن مجید کے مختلف حصص کا درس دیتے ہیں۔ آجکل یہ درس ظہر اور عصر کی نمازوں کے درمیانی وقفہ میں ہوتا ہے۔ اس درس کی تین خصوصیتیں ہیں۔ تلاوتِ کلام پاک، ترجمہ، تفسیر۔ تلاوتِ کلام پاک سے قرآن مجید کے الفاظ کی تاثیر کا حسن اجاگر ہوتا ہے۔ سامعین کو قرآن مجید درست تلفظ سے سننے کا موقع ملتا ہے۔ ترجمہ کلامِ پاک کے معانی و مطالب کا بیان ہے۔ بہت سے

اَن پڑھوں یا عربی زبان سے واقفیت نہ رکھنے والوں کو قرآن مجید کے اصل منشاء سے اپنی زبان میں آگہی ہوتی ہے۔ تفسیر میں قرآن مجید کے مشکل مقامات کا حل پیش کیا جاتا ہے، ذہنی اُلجھنوں کو سلجھایا جاتا ہے اور قرآنی علوم و معارف سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح چونکہ سامعین کو ایک ہی قسم کی آیات کے بارے میں مختلف علماء کے خیالات سُننے کا موقع ملتا ہے اس لیے سامعین کو بھی قرآنی علوم و معارف پر غور کرنے کی تحریص ہوتی ہے۔ یہ امر بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ درسِ قرآن کے دوران ہر قسم کا تجارتی و دیگر کاروبار بند رہتا ہے اور اہلِ ربوہ نہایت ذوق و شوق سے قرآنی سرمایہ میں تجارت کرنے کے لیے مسجد مبارک میں جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

درسِ حدیث:۔

قرآن مجید کے درس کے ساتھ ساتھ مساجد میں حدیث شریف کے درس کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ لوگ اپنے محسنِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتوں کو سُن کر اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی اپنے کلام سے اپنے غلاموں کو نواز رہے ہیں۔ ہزار دل ہزار رحمتیں ہوں اُن ائمہؒ حدیث پر جنہوں نے کمال مشقت اور محنت سے ہمارے آقاؐ کے نہایت ہی پیارے کلام کو محفوظ کیا۔ آمین

درسِ کتب حضرت مسیح موعودؑ:۔

قرآن مجید اور حدیث شریف کے دروس کے علاوہ مساجد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس بھی دیا جاتا ہے اور اِس طرح اہلِ ربوہ کثیر تعداد میں اُس "آسمانی پانی" سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں جس کا نازل ہونا حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے مقدّر تھا۔ حضرت امام الزمانؑ کے ملفوظات کو سُن کر تو طبیعت میں عجیب وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ سچ ہے مُردوں میں زندگی کی رُوح کا دَوڑ جانا صرف اور صرف ایسی ہی فنافی اللہ اور فنافی الرسولؐ ہستیوں کے دم سے ہے۔

نمازِ تراویح کا اہتمام:۔

ربوہ کی تقریباً تمام اہم مساجد میں نمازِ تراویح کا باقاعدہ انتظام ہے۔ اہلِ ربوہ جوق در جوق نمازِ تراویح میں شامل ہو کر مستفید ہوتے ہیں۔ ان کا ذوق و شوق انکی پیشانیوں کی تمکنت اور اطمینان سے ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ رات گئے تک مساجد کو نمازیوں سے بھرے دیکھ کر روح بڑی فرحت محسوس کرتی ہے۔ مساجد میں مستورات کے لئے پردہ کا انتظام کر دیا جاتا ہے جو بڑے ذوق و شوق سے آ کر اس سہولت سے پورا پورا فائدہ اٹھاتی ہیں۔

سحری کے اوقات:۔

صبح کی اذان ہونے سے بہت پہلے لوگوں کو سحری کے لئے بیدار کرنے کا اہتمام ہوتا ہے۔ مرکزی مسجد سے سحری کے وقت سے کوئی آدھ گھنٹہ قبل وقت کا اعلان ہوتا ہے۔ مقامی خدام الاحمدیہ کے زیرِ انتظام خدام اور اطفال اپنے اپنے محلہ میں بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہوئے لوگوں کو روزہ رکھنے کے لئے بیدار کرتے ہیں۔ چھوٹی عمر کے بچوں کے مُنہ سے محسنِ عالمؐ پر درود بھیجنے کا یہ سماں صبحگاہی کے عالم میں بہت ہی کیف آور ہوتا ہے۔ ہر سامع کے دل کی گہرائیوں سے بے اختیار "صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا۔ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" کی صدا نکلنے لگتی ہے۔

نمازِ تہجد:۔

ان دنوں مساجد صبح کی اذان سے بہت پہلے بھرنی شروع ہو جاتی ہیں۔ بہت لوگ تہجد کی نماز کیلئے مسجدوں میں آجاتے ہیں، باقی گھروں پر ہی تہجد پڑھ لیتے ہیں۔

بہشتی مقبرہ میں:۔

لوگ اِن ایام میں صبح کی نماز کے بعد بھاری تعداد میں بہشتی مقبرہ بھی جاتے ہیں اور قبروں کی زیارت سے اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرحوم بزرگوں کے کارنامیں کو یاد کرکے ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اِس طرح انہیں اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کو جگہ دینے کا موقع بھی ہاتھ آتا ہے اور اپنے اسلاف سے روحانی تعلق قائم کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوتی ہے۔

تلاوتِ کلامِ پاک:۔

نمازِ فجر کے بعد جب لوگ اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو تلاوتِ کلامِ پاک کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بچے، بڑے، بوڑھے سبھی قرآن مجید کی تلاوت کرکے اپنے دلوں کو روحانی خوشی پہنچاتے ہیں۔

اعتکاف:۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں یہ جملہ اہتمام اپنے عروج پر ہوتے ہیں اور لوگ لیلۃ القدر کی تلاش میں اپنی تمام مساعی صرف کر دیتے ہیں۔ مرکزی مسجد معتکفین سے بھری ہوئی ہوتی ہے جن کا ایک کثیر حصہ دُور دراز کے علاقوں سے خاص اسی غرض کے لئے یہاں آئے ہوئے اصحاب اور خواتین پر مشتمل ہوتا ہے۔ مسجد مبارک کے علاوہ ربوہ کی اور مساجد میں بھی متعدد لوگ اعتکاف کر رہے ہوتے ہیں۔ دوسرے لوگ کثرت سے ان معتکفین کے پاس آکر اُن سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ان اللہ والوں نے مساجد میں ہمیشہ کے لئے ڈیرے ڈال لئے ہوں۔ یہ نظارہ بھی بڑا ہی رُوح پرور ہوتا ہے۔ نیم شب کے وقت مسجد مبارک کا ماحول نہایت ہی ایمان افروز سماں پیدا کر دیتا ہے۔ معتکفین اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا رہے ہوتے ہیں، رقت و سوز کا ایک عجیب عالم ہوتا ہے۔

اجتماعی دُعا:۔

رمضان کے مبارک مہینہ میں یوں تو ہر نماز میں ہی مومنین کو خاص دُعاؤں کا موقع ملتا ہے لیکن اعتکاف کے ایام میں نمازوں کے علاوہ بھی اجتماعی دعاؤں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ انتیسویں تاریخ کو نماز عصر اور مغرب کے درمیانی وقفہ میں مسجد مبارک میں جو خاص اجتماعی دعا ہوتی ہے وہ ایک امتیازی شان کی حامل ہوتی ہے۔ دُور دراز کے مقامات سے لوگ بڑی کثرت سے اس دعا میں شمولیت کے لئے آتے ہیں۔

رمضان کا عمومی احترام:۔

اہلِ ربوہ رمضان المبارک کے احترام کے سلسلہ میں بڑے حساس ہیں۔ روزہ کے اوقات میں خورد و نوش کے معاملہ میں خوب محتاط ہیں اور اس طرح ظاہری طور پر بھی رمضان المبارک کا پورا پورا احترام کیا جاتا ہے۔

الغرض ربوہ کی فضا ان ایّام میں دعاؤں، ذکرِ الٰہی، للہیت اور تقویٰ اللہ و استغفار کی حیات بخش خوشبوؤں سے خوب خوب معطر رہتی ہے۔ ربوہ کے شب و روز اسلامی اقدار و روایات کے آئینہ دار اور ربوہ کا ماحول اسلامی عظمت و شوکت کا جیتا جاگتا نمونہ! — اللّٰھم زد فزد۔ آمین +

جناب نسیم سیفی صاحب

گونجا ہے مرا نعرۂ حق ساری فضائیں

کچھ سنگِ گراں اور بھی ہیں راہِ وفا میں
حائل ہیں کئی چرخ غریبوں کی دعا میں

کیوں جور و جفا پست کریں حوصلۂ دل
پلتے ہیں عزائم تو تشدد کی فضا میں

صدقے تری امداد کے اے رحمتِ باری
کس درجہ اثر ہے مری کمزور صدا میں

اب لرزہ براندام ہیں باطل کے محلّے
گونجا ہے مرا نعرۂ حق ساری فضا میں

"اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ"
لے لیں مجھے "سلطانِ قلم" اپنی ردا میں

خود مرگ تری زیست کی ضامن ہے نسیم آج
اے مردِ خدا مر تو سہی راہِ خدا میں

مجالس خدام الاحمدیہ کے صفحات

(از شعبۂ اشاعت مرکزیہ)

سالانہ رپورٹ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

بابت سال ۶۴-۱۹۶۳ء

شوریٰ خدام الاحمدیہ کے فیصلہ کی تعمیل میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی سالانہ رپورٹ ذیل میں پیش کی جا رہی ہے۔ اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ اس رپورٹ میں مجالس کی کارگزاری کا صرف وہ حصہ مدنظر رکھا گیا ہے جو رپورٹوں کی شکل میں مرکز میں موصول ہوتا ہے۔ ابھی ایک کثیر تعداد ایسی مجالس کی ہے جو کام تو کرتی ہیں لیکن مرکز کو اپنی مساعی سے آگاہ نہیں کرتیں۔ اسلئے مرکزی رپورٹ مجالس کے کام کی پورے طور پر عکاسی نہیں کر سکتی۔ لہذا جملہ مجالس سے گزارش ہے کہ وہ اس رپورٹ کا توجہ سے مطالعہ کریں اور اپنی خطوط پر اپنی مساعی کی رپورٹ مرتب کر کے بروقت مرکز کو ارسال کر دیا کریں تا ان کی ان سرگرمیوں کا مرکز میں ریکارڈ ہو سکے۔

اس رپورٹ کی تیاری میں مکرم لطف الرحمٰن صاحب محمود اور مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب معتمد مرکزیہ کا نمایاں طور پر حصہ ہے بعض اور دوستوں کا تعاون بھی شامل رہا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ (مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

۱- سال نو کا آغاز — صدر مجلس کا پیغام

یکم نومبر کو ہمارا سال شروع ہوا کرتا ہے یکم نومبر ۱۹۶۳ء کو محترم صدر مجلس نے خدام کے نام اپنا جو اثر انگیز پیغام جاری فرمایا اس میں "دینی منزل کی نشان دہی کی گئی"۔ یہ پیغام ۲ نومبر ۱۹۶۳ء کے "الفضل" میں اور نومبر/دسمبر ۱۹۶۳ء کے "خالد" میں شائع ہوا۔

۲- مجلس مرکزیہ

حسب دستور نومبر کے پہلے ہفتہ میں محترم صدر مجلس نے سال بھر کے لئے اپنی مجلس عاملہ کے عہدیدار تجویز کر کے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں منظوری کے لئے پیش فرمائے۔ حضور کی طرف سے منظوری آنے کے بعد عہدیداروں نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر صدر مجلس کے پیغام کی روشنی میں نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ کام کا آغاز کیا۔ دوران سال مندرجہ ذیل عہدیداروں کو مختلف مرکزی شعبہ جات میں کام کرنے کا شرف حاصل ہوا:-

- صدر مجلس :- محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب
- نائب صدر و مہتمم صحت جسمانی :- محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
- معتمد :- مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب بی۔اے

مہتمم مال :- مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب ایم۔اے
" تعلیم :- " قریشی نورالحق صاحب تنویر
" تربیت :- " میر محمود احمد صاحب ناصر
" خدمتِ خلق :- " عبدالحکیم صاحب اکمل (بعد ازاں مکرم لطف الرحمٰن صاحب محمود مقرر ہوئے)
" وقارِ عمل :- " عبدالرشید صاحب غنی ایم۔ایس سی
" تجنید :- " رفیق احمد صاحب ثاقب " "
" اصلاح و ارشاد :- " مرزا انس احمد صاحب ایم۔اے
" اشاعت :- " عبدالشکور صاحب اسلم ایم۔ایس سی۔
" تحریک جدید و وقفِ جدید " چوہدری محمد اعظم صاحب
" صنعت و تجارت :- " مبارک احمد انصاری صاحب ایم۔ایس سی
" عمومی :- " محترم سید میر داؤد احمد صاحب
" اطفال :- " محمد اسمٰعیل صاحب منیر
" مجالس بیرون :- " فضل الٰہی صاحب انوری (بعد ازاں مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب کام کرتے رہے۔)
" مقامی :- " چوہدری عبدالعزیز صاحب
" محاسب :- " سید منیر احمد صاحب باہری۔

۳- لائحہ عمل

مجلس عاملہ کا پہلا کام سال بھر کے لئے پروگرام مرتب کرنا تھا۔ چنانچہ مہتممین نے اپنے اپنے شعبے کی سکیمیں تیار کر کے باہم مل کر ان پر غور کیا۔ اس طرح ہر شعبہ کا اصولی پروگرام تیار ہوا جسے کتابی شکل میں چھپوا کر ۳۰ نومبر ۱۹۶۳ء کو ڈاک کے ذریعے جملہ مجالس کو بھجوایا گیا۔ تا اس کی روشنی میں وہ اپنے لئے پروگرام متعین کر سکیں۔

۴- ضلعی اور علاقائی نظام

گزشتہ تین سال کا تجربہ ہے کہ مجالس کی بیداری اور تنظیم کے لئے ضلعی اور علاقائی نظام نہایت مفید ہے۔ چند سال سے خاص طور پر اس طرف توجہ دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس تنظیم نو سے عمدہ نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ قائدین علاقائی و اضلاع قواعد کے لحاظ سے صدرِ مجلس نامزد فرماتے ہیں۔ اس سال کے شروع میں ہی ملک کے دونوں حصوں میں قائدینِ اضلاع و علاقہ کا تقرر کر کے انہیں اطلاع دی گئی۔ اس وقت گیارہ قائدین علاقہ اور چوبیس قائدین اضلاع کام کر رہے ہیں۔

معین اعداد و شمار کے ساتھ رپورٹیں بھجوانے والے قائدینِ اضلاع کی کارگزاری کا خلاصہ درج ذیل ہے :-

نام ضلع	تعداد مجالس	سفر میلوں میں	خطوط	دورے
لاہور	۲۵	۹۰۰۹	۸۴۰	۲،۲۵
سرگودھا	۵۰	۲۹۹۵½	۱۴۶۲	۲۴۷
لائل پور	۸۷	۹۴۰۶	۲۰۶۵	۵۳۶
گجرات	۳۷	۲۸۲۰	۱۰۴۳	۱۴۱
راولپنڈی	۱۰	۲۴۹۹	۸۹۴	۶۴
جھنگ	۲۲	۹۲۵	۱۵۹	۹۳
گوجرانوالہ	۳۱	۲۱	۲۲۵۷	۱۰۱

قائدین اضلاع و علاقائی کی طرف سے جو رپورٹیں موصول ہوتی رہی ہیں ان کی رفتار بھی گزشتہ سال کی نسبت بہتر رہی۔

مگر پورے طور پر تسلی بخش نہیں۔ چنانچہ قائدین علاقائی میں سے پشاور ڈویژن ـــ ڈیرہ اسماعیل خان ڈویژن ـــ راولپنڈی ڈویژن ـــ سرگودھا ڈویژن کی طرف سے رپورٹیں باقاعدگی کے ساتھ آتی رہی ہیں۔ اور لاہور ڈویژن، خیرپور ڈویژن اور مشرقی پاکستان کی طرف سے کسی قدر کم۔ لیکن ملتان ڈویژن، بہاولپور ڈویژن، حیدرآباد ڈویژن، کوئٹہ ڈویژن اور علاقہ آزاد کشمیر کی طرف سے کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ اگرچہ مشرقی پاکستان کی ضلعوار تنظیم اس سال کمزور رہی لیکن مقامِ مسرت ہے کہ مغربی پاکستان میں ضلعوار نظام خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا ہے۔ چند ایک اضلاع کو چھوڑ کر بقیہ تمام قائدین اضلاع نے اس سلسلہ میں بہت اچھا کام کیا ہے۔ باقاعدگی اور استقلال سے کام کرنے والے اضلاع میں ضلع لاہور، ضلع لائل پور، ضلع سرگودھا، ضلع گجرات، ضلع راولپنڈی، ضلع جھنگ اور ضلع گوجرانوالہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

قائدین علاقہ و اضلاع کی مساعی کا جائزہ لینے اور انہیں ضروری ہدایات دینے کے لئے ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۳ء اور ۲۴ر مئی ۱۹۶۴ء کو ان کے دو اجلاس ربوہ میں منعقد کئے گئے جس میں قائدین اضلاع بڑی کثرت سے شریک ہوئے۔ ۲۴ر مئی کے اجلاس میں اُن کے سامنے محترم صدرِ مجلس کی طرف سے ایک معین لائحہ عمل رکھا گیا جس پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کی گئی۔

یہ امر بہت خوشکن ہے کہ امسال گزشتہ سال کی نسبت مجموعی طور پر قائدین اضلاع و علاقہ نے اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے میں زیادہ مستعدی کا مظاہرہ کیا ہے اور اپنے کام کو اس طرح کہ یہ بھی مجالس اور خدام کی تربیت کے لئے بکثرت دَورے کئے ہیں۔ اور مجالس میں رابطہ قائم رکھنے کے علاوہ قائدین مجالس اور اراکین مجالس کے سامنے اپنا نیک نمونہ بھی پیش کیا ہے۔ ان تمام قائدین اضلاع و علاقہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس سے بڑھ چڑھ کر ایثار اور نیک نمونہ دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

۵۔ دَورہ جات

دورہ جات کا مجالس کی بیداری سے گہرا تعلق ہے۔ محترم صدر مجلس، محترم نائب صدر، مہتممین، نائب مہتممین، انسپکٹران خدام الاحمدیہ کے علاوہ طلبہ جامعہ احمدیہ اور متعدد "تربیتی انسپکٹران" نے مختلف مجالس کے دَورے کئے۔

محترم صدر مجلس نے شدید مصروفیت کے باوجود ۳۵ سے زائد دَورے کئے جن میں ۱۲۷۰۰ میل کا سفر کیا۔ کم و بیش اتنے ہی دَورے محترم نائب صدر صاحب نے بھی کئے۔ ان دورہ جات کے علاوہ مکرم معتمد صاحب، مہتمم صاحب وقار عمل، مہتمم صاحب تجنید، مہتمم صاحب تعلیم، مہتمم صاحب اشاعت، مہتمم صاحب مقامی، مہتمم صاحب اطفال، مہتمم صاحب تربیت، مہتمم صاحب اصلاح و ارشاد نے ۳۰ مجالس کے دَورے کئے۔ نائب مہتممین اور مجلس کی طرف سے دیگر ۶ اصحاب نے ۱۲ مزید مجالس کے دَورے کئے۔ اس کے علاوہ جامعہ احمدیہ کے ۱۱ طلبہ نے ۳۰ مجالس کے دَورے کئے۔ مزید برآں ۴ مرانسپکٹرین مرکزیہ نے (انسپکٹری) خدام الاحمدیہ نے مجموعی طور پر ۵۶۰ بار مختلف مجالس کے دَورے کئے اور حسابات کی پڑتال کی۔ اور مختلف امور میں مجالس کا ہاتھ بٹایا۔ دَورہ جات کے لحاظ سے بھی یہ سال خاص امتیاز

...امل تھا۔

...۔ تربیتی کلاسیں اور اجتماعات

ہماری مرکزی سالانہ تربیتی کلاس میں جو ۳ر اپریل
...۱۸ر اپریل تک ربوہ میں جاری رہی ۔ ۳۹ مجالس کے
...۱۴۱ خدام شریک ہوئے ۔ امسال مجلس ربوہ کے خدام
...ایک محدود تعداد (۳۱) کو شامل ہونے کی اجازت دی
...تھی ۔ کیونکہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس کلاس میں مقامی مجلس کے
...سے کم خدام شریک ہوں ۔ مقامی طور پر ربوہ کے خدام
...لئے مارچ کے آخری عشرہ میں الگ تربیتی کلاس کا انتظام
...یا گیا جس میں ۲۵ خدام شریک ہوئے ۔

مرکز کی ان دو تربیتی کلاسوں کے علاوہ امسال ۶۸
...مقامات پر تربیتی کلاسیں منعقد کی گئیں جبکہ گزشتہ سال
...تعداد صرف ۲۰ تھی ۔ اسی طرح امسال ۱۲ مقامات پر اجتماعات
...منعقد کئے گئے ہیں جبکہ گزشتہ سال ایسے اجتماعات صرف
...مقامات پر منعقد کئے گئے تھے ۔ یہ اعداد و شمار مجالس
...کی بیداری کا ایک بیّن ثبوت ہیں ۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔

خدام الاحمدیہ کا تئیسواں (۲۳) مرکزی سالانہ اجتماع
...۲۳ تا ۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کو جلسہ گاہ جلسہ سالانہ کے
...وسیع میدان میں منعقد ہوا اور خدا کے فضل سے بہت کامیاب
...رہا اور حاضری میں بھی گزشتہ سالوں کی نسبت نمایاں
...اضافہ ہوا ۔ امسال اجتماع میں کُل ۲۰۱ مجالس کے
...۲۰۱۷ خدام شریک ہوئے ۔ مقامی خدام کی تعداد
...۱۴۷ تھی ۔ خدام کے علاوہ مقامی اور بیرونجات سے آئے
...ہوئے انصار بھی بڑی کثرت سے تشریف لاکر مستفید ہوتے رہے ۔

۷۔ ”یوم قادیان“

قادیان جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز ہے ۔ ہمیں وہاں سے آئے ہوئے ۱۷ سال گزر چکے ہیں ۔ اس عرصہ میں ایک نئی نسل پیدا ہو کر جوان ہو چکی ہے جس پر اس مقدس مرکز اور اس سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کی اہمیت واضح کرنے کی اشد ضرورت تھی ۔ چنانچہ نئی پود کو خدائی وعدوں کی یاد دلانے کے لئے محترم صدر مجلس نے ”یوم قادیان“ منانے کی پُرزور تحریک فرمائی ۔ اور اس کے نتیجہ میں مندرجہ ذیل مجالس کی طرف سے ایسے اجلاس منعقد کرنے کی اطلاع موصول ہوئی ہے :۔

ربوہ ، لائل پور ، سیالکوٹ ، گنج مغلپورہ ، گوجرانوالہ ، ایبٹ آباد ، بیدا نوالہ چک ۶۱ ، گوجرہ ، راولپنڈی ، پشاور ، گھنوکے ججہ ، چک ۱۱۶ دھروڑ ضلع لائل پور ۔

ان اجلاسوں کا خدا کے فضل سے غیر معمولی فائدہ پہنچا ۔

۸۔ شعبہ اعتماد

(۱) **شوریٰ کے فیصلہ جات :** گزشتہ سال شوریٰ مجلس خدام الاحمدیہ نے سالانہ اجتماع ۱۹۶۳ء کے موقع پر جو فیصلے کئے تھے ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منظوری آنے پر انہیں طبع کروا کر جملہ مجالس میں بغرض ریکارڈ بھجوایا گیا ۔

(۲) کارگزاری کی رپورٹیں :- مجالس کی طرف سے
آمدہ ماہوار رپورٹس پر تبصرہ کے ساتھ اُن کی
راہ نمائی کی جاتی رہی ہے۔ عرصۂ زیرِ رپورٹ
میں رپورٹس کی آمد کی ماہوار رفتار مندرجہ ذیل
رہی :-

ماہ		تعداد
نومبر ۱۹۶۳ء	=	۹۴
دسمبر ۱۹۶۳ء	=	۹۳
جنوری ۱۹۶۴ء	=	۱۱۱
فروری "	=	۱۲۶
مارچ "	=	۱۲۲
اپریل "	=	۱۴۴
مئی "	=	۱۵۳
جون "	=	۱۴۵
جولائی "	=	۱۲۳
اگست "	=	۱۲۶
ستمبر "	=	۹۲
اکتوبر "	=	۷۸
کُل		۱۴۲۷
اوسط		۱۱۹ ماہوار

اس وقت ہماری کُل مجالس کی تعداد ۷۴۶ ہے۔
اس طرح رپورٹیں بھجوانے والی مجالس کی شرح فیصد
گزشتہ سال کے ۱۴% سے ترقی کرکے امسال
قریباً ۲۰% رہی۔ نیز کسی ایک ماہ کے دوران
۱۵۳ مجالس کی طرف سے رپورٹوں کا موصول
ہونا بھی ایک ریکارڈ ہے۔ بالعموم مجالس
رپورٹیں بھجوانے میں بہت سُستی دکھاتی ہیں۔
اِس طرف توجہ کی ابھی بہت ضرورت ہے
کارگزاری کی جو رپورٹ مختلف شعبوں کی
سے پیش کی جارہی ہے وہ اس لحاظ سے مجا
کے کُل کام کا صرف ایک حصہ ہے۔ اگر تمام م
بروقت مکمل اعداد و شمار کے ساتھ اپنی کار
کی ماہوار رپورٹیں بھجوائیں تو آج پیش
جانے والے اعداد و شمار اور زیادہ وسیع
دلچسپ ہوتے۔

(۳) خطوط :- دفتر مرکزیہ کی طرف سے مجالس
خطوط کا باقاعدہ جواب دیا جاتا رہا۔ تبصرہ
علاوہ ضروری امور میں راہ نمائی کے لئے قائد
مقامی، اضلاع و علاقہ کو سرکلر لیٹرز، اعلان
اور خطوط کے ذریعے توجہ دلائی جاتی رہی۔ گزشت
سال کی نسبت امسال ڈاک میں معتدبہ اضافہ
امسال دفتر مرکزیہ کو کُل ۶۷۲۵ چٹھیاں موصول
ہوئیں اور دفتر کی طرف سے ۲۷۶۵۵ چٹھیاں
بھجوائی گئیں۔ صدرِ مجلس کی طرف سے ۳۴۵
خطوط لکھے گئے۔ ۹۸ سرکلرز مختلف مجالس کو ر
کئے گئے۔

۹ - شعبہ خدمتِ خلق

خدمتِ خلق کا کام اپنی کیفیت اور کمیّت کے لحاظ
سے اتنا وسیع اور متنوع ہے کہ خدمتِ خلق کے طریقوں کا شما
کرنا بھی ایک مشکل امر ہے۔ اس لئے اِس شعبے کے وسیع

کام کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ آمدہ رپورٹوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ دورانِ سال بعض مجالس نے مندرجہ ذیل طریق پر خدمتِ خلق کے فرائض سرانجام دیئے:۔

پانی پلانا ـــ راستہ دکھانا ـــ جھگڑے طے کرانا ـــ مریضوں کو ہسپتال پہنچانا ـــ ہسپتال داخل کرانے میں مدد دینا ـــ دوا لا کر دینا ـــ سامان اٹھانا ـــ سائیکلوں کی حفاظت کرنا ـــ خطوط اور درخواستیں لکھ کر دینا ـــ مستحقین کی نقدی سے امداد کرنا ـــ ضرورتمندوں کے لئے قرضہ حسنہ کا انتظام کرنا ـــ راستوں سے ایذا رساں چیزوں کو دور کرنا ـــ بھوکوں اور مسافروں کو کھانا کھلانا ـــ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلانا ـــ مفت ٹیکے لگانا ـــ بے روزگاروں کو کام مہیا کرنے میں مدد دینا ـــ بیماروں کی تیمارداری کرنا ـــ عزاداری کرنا ـــ جنازوں، تکفین، تدفین میں شرکت کرنا۔ ـــ بیاہ شادی اور دیگر اجتماعات کے مواقع پر انتظامات میں مدد دینا ـــ بوڑھوں اور مستورات کو گاڑیوں میں مدد دینا ـــ اجتماعات کے مواقع پر جوتوں کی حفاظت کرنا ـــ آتشزدگی کے حادثات کے مواقع پر آگ بجھانے میں مدد دینا ـــ ریلوے سٹیشنوں اور موٹروں کے اڈوں پر مسافروں کے لئے ٹھنڈے پانی کا انتظام کرنا ـــ بغیر فیس کے نادار طالب علموں کو پڑھانا ـــ پبلک نلکوں کی مرمت کرنا ـــ مکھی، مچھر اور دیگر حشرات الارض کیڑوں کا انسداد کرنا ـــ گمشدہ بچوں کو ورثاء تک پہنچانا ـــ خوش خلقی سے پیش آنا ـــ مریضوں کے لئے خون کا عطیہ دینا وغیرہ۔ اب بعض Items کے معین اعداد و شمار بھی پیشِ خدمت ہیں:۔

امسال مجالس نے ۱۶۱۲۹ روپے نقدی کی صورت میں صورت میں مستحقین کی امداد کی۔ ۳۴۷۵۵۷ روپے بطور قرضہ حسنہ ضرورتمند احباب کو دیئے گئے۔

۲۰۰۲ پارچات غرباء اور مصیبت زدگان میں تقسیم کیے گئے۔ ۱۰۷۲۷ افراد کی تیمارداری کی گئی۔ ۲۰۴۴ حاجتمندوں کا بوجھ اٹھایا گیا۔ ۲۵۲۱ ٹیکے مفت لگائے ۴۴۰ افراد کو روزگار مہیا کرنے میں مدد دی گئی۔

۵۳ خدام نے بلڈ بنک کو خون کا عطیہ دیا۔ ۲۲۵۰۲ مریضوں کو مفت پیتی امداد دی گئی۔ ۸۶۶۱ مسافروں کے قیام طعام کا اہتمام کیا گیا۔ ۹۱۲۹ من ۳۹ سیر آٹا غرباء میں تقسیم کیا گیا ۲۴۴ گھروں میں سودا سلف پہنچایا گیا۔

۱۰۔ شعبہ تجنید

یکم نومبر ۱۹۶۳ء کو مجالس خدام الاحمدیہ کی تعداد ۹۲۰ تھی۔ دورانِ سال ۶۲ نئی مجالس قائم ہوئیں۔ بعض وجوہات کے پیشِ نظر، مجالس بند کرنا پڑیں۔ اِس وقت مجالس کی کل تعداد ۶۴۶ ہے۔ دورانِ سال ۹۴۹ خدام نے فارم رکنیت پُر کر کے بھجوائے۔ مجالس بیرون پاکستان کی طرف سے موصول ہونے والے اعداد و شمار بھی اس میں شامل ہیں۔ ابھی بعض مقامات ایسے ہیں جہاں جماعتیں تو قائم ہیں مگر مجالس خدام الاحمدیہ قائم نہیں۔ یہ صورتِ حال قائدینِ علاقہ و اضلاع کی خصوصی توجہ کی مستحق ہے کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں۔

۱۱۔ شعبۂ اصلاح وارشاد

امسال شعبہ "اصلاح وارشاد" کے ماتحت "۲ یوم التبلیغ" منائے گئے۔ پہلا یوم تبلیغ صرف لاہور نے منایا۔ اور دوسرا پاکستان کی مختلف شہری اور دیہاتی مجالس نے منایا۔ مرکز نے نظارت اصلاح وارشاد کے تعاون سے ایک لاکھ سے زائد لٹریچر طبع کروا کر یوم تبلیغ منانے کے لئے مختلف مجالس کو بھجوایا۔ "تبلیغی خطوط" بھی اس سال ۱۰۰۰ کی تعداد میں بزبان اُردو اور ۵۰۰ کی تعداد میں بزبان پشتو طبع کروا کر بھجوائے گئے۔ ان خطوط کا بہت اچھا نتیجہ نکلا اور متعدد اصحاب بالمشافہ گفتگو کے لئے ربوہ بھی آئے۔ خط وکتابت کا یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ مختلف لائبریریوں میں لٹریچر رکھوانے کی اجازت کا مرحلہ طے ہوگیا ہے۔ اصلاح وارشاد کے کام میں آسانی پیدا کرنے کے لئے ایک کتاب تیار کروائی جا رہی ہے جس سے خدام کو سہولت ہو جائے گی۔ "ختم نبوت" ٹریکٹ کا ترجمہ پشتو اور سندھی میں مکمل ہو چکا ہے۔ بنگالی ترجمہ زیر ترتیب ہے۔ یہ تراجم جلد شائع کر دئیے جائیں گے۔ مشرقی پاکستان کے خدام نے بعض اقتباسات کے تراجم بنگالی میں شائع کئے ہیں۔ ضلع لاہور، لائلپور اور ضلع سیالکوٹ میں تین تبلیغی مراکز بنا کر خاص جدوجہد کرنے کی سکیم تیار کی گئی ہے۔ ہانڈو میں اس پر عملی جامہ پہنانے کا آغاز ہو چکا ہے۔

مختلف مجالس کی طرف سے وقتاً فوقتاً لٹریچر کا مطالبہ آتا رہتا ہے جسے پورا کیا جاتا رہا ہے۔ کالج کی تقاریب اور آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ منعقدہ ربوہ کے موقع پر لٹریچر تحفۃً پیش کیا جاتا رہا۔

امسال ۴۰۵۷ خدام نے ۲۲۷۹ دن اور ایک خادم نے ایک ہفتہ اس کے علاوہ مختلف ایام میں ۱۲۰۲۵ گھنٹے اصلاح وارشاد کا کام کیا۔ ۱۸۷۳۰۲ کی تعداد میں مختلف قسم کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

اس سال ۱۶۷۰۸ افراد مستقل طور پر زیر تبلیغ رہے اور خالصۃً خدام الاحمدیہ کی مساعی کے نتیجہ میں ۱۱۰ افراد نے بیعت کی۔

حج سکیم میں ۳۵۹ نئے ممبر شامل ہوئے۔ اِس سال حج سکیم کی قرعہ اندازی ہوئی اور مکرم نذیر حسین صاحب کا نام نکلا۔ ان کو ۸۰۰ روپے کا چیک بھجوایا گیا لیکن افسوس ہے ان کو حکومت کی طرف سے حج کی اجازت نہ مل سکی۔

۱۲۔ شعبۂ تعلیم

امسال ۱۵۸۳ افراد کو قرآن مجید ناظرہ پڑھنا سکھایا گیا۔ ۱۹۳ افراد کو ترجمہ قرآن کریم سکھایا جا رہا ہے۔ ۱۵۶۵ افراد کو نماز اور اس کا ترجمہ سکھایا گیا۔ ۵۲۰ افراد کو خواندہ بنایا گیا یا دستخط کرنے سکھائے گئے۔ تقریباً تمام شہری اور بڑی بڑی دیہاتی مجالس میں لائبریریاں اور دارالمطالعے قائم ہیں جہاں سے احباب جماعت اور غیر از جماعت احباب بڑی تعداد میں سلسلہ احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے۔ امسال ۲۳ نئی مجالس میں لائبریریاں اور دارالمطالعے قائم ہوئے۔ لائبریریوں سے ۶۱۱۶ کتابیں جاری کی گئیں اور ۳۸۴۴۱ افراد نے ان دارالمطالعوں سے استفادہ کیا۔ لائبریریوں میں

۱۱۷۲ کتب کا اضافہ ہوا۔

گزشتہ سال خدام الاحمدیہ کے سالانہ امتحان میں ۱۳ مجالس کے ۴۰۵ خدام شریک ہوئے تھے۔ کامیاب ہونے والے خدام میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ امسال یہ امتحان ستمبر ۱۹۶۴ء کے پہلے عشرہ میں ہوا۔ چار دوں معیاروں کے پانچ پانچ مدد پرچے چھپوا کر ۸۰ بڑی مجالس کو بھجوائے گئے۔ اب تک [illegible] ۵ مجالس کے ۲۵۴ خدام کے پرچے موصول ہوئے ہیں۔ امسال اس امتحان میں بیرونی مجالس سے شریک ہونے والے خدام کی تعداد گر گئی ہے مگر مجلس ربوہ کے خدام کی تعداد میں معتدبہ اضافہ ہوا ہے۔ چنانچہ اس امتحان میں ربوہ کے ۲۷۶ خدام شریک ہوئے۔

کراچی، راولپنڈی، لاہور (صرف ایک خادم) اور لائل پور جیسی فعال مجالس کی طرف سے کسی خادم کے شریکِ امتحان ہونے کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

اس امتحان کے علاوہ مجالس نے اپنے ہاں مقامی طور پر ۹۶ مختلف امتحان لئے جن میں ۲۳۹۷ خدام شریک ہوئے۔

اطفال الاحمدیہ کے علمی معیار کو بلند کرنے کے لئے خدام الاحمدیہ کی طرف سے دس دس روپے کے دو تعلیمی وظائف مقرر ہیں جو دورانِ سال تین طلباء کو دیئے گئے۔ امسال بھی مقابلہ کا یہ امتحان ستمبر کے پہلے عشرہ میں لیا گیا ہے۔

امسال مجالس کو تعلیم القرآن کلاس یا نائٹ کلاس باقاعدہ معین پروگرام کے ماتحت جاری کرنے کی تاکید کی گئی تھی۔ چنانچہ ۶۱ مجالس نے اپنے اپنے حالات کے مطابق اسی قسم کی کلاسز کا اہتمام کیا۔

۱۳۔ شعبۂ مال

امسال ۶۵۲ مجالس میں سے ۴۳۵ مجالس نے اپنے بجٹ فارم پُر کر کے بھجوائے جن میں ۹۷۹۳ خادم شامل ہیں۔ گزشتہ سال ۵۹۲ مجالس میں سے ۳۰۴ مجالس نے بجٹ فارم پُر کر کے بھجوائے تھے جو ۹۲۴۲ خدام پر مشتمل تھے۔ چندہ مجلس کا تشخیص شدہ بجٹ گزشتہ سال کے ۶۸۳۶۰ روپے کے مقابلہ میں ۸۱۹۹۳ روپے ہے۔ اسی طرح سالانہ اجتماع کا چندہ بھی ۱۱۴۸۱ روپے کے مقابلہ میں ۱۱۵۹۶ روپے ہے۔ اس بجٹ آمد کے مقابل پر اصل وصولی کے اعداد و شمار حسب ذیل ہے۔

سنہ ۱۹۶۲-۶۳ء میں چندہ مجلس کی وصولی ۵۴۶۰۷ روپے تھی۔ اس کے مقابلہ پر سال رواں کی وصولی ۶۱۲۷۵ روپے ہے۔ گزشتہ سال کے چندہ سالانہ اجتماع کی وصولی ۵۶۰۸ روپے تھی۔ امسال وصولی ۶۷۳۱ روپے ہے۔ گزشتہ سال تعمیر دفتر کی مد میں وصولی ۱۹۲۳۲ روپے تھی۔ امسال اس مد کی وصولی ۱۴۷۸۹ روپے ہے۔

(شعبہ مال کے یہ اعداد و شمار فی الحال موٹے اندازہ کے مطابق دیئے گئے ہیں۔ صحیح اعداد و شمار پوری پڑتال کرنے کے بعد تخمینہ بجٹ میں شائع کر دیئے جائیں گے۔)

دورانِ سال مجالسِ مقامی سے خط و کتابت کے علاوہ ہر سہ ماہی کے آخر پر قائدینِ اضلاع کو ان کے ضلع کی مجالس کے بجٹ، وصولی اور بقایاجات کے اعداد و شمار بھجوائے جاتے رہے۔ تا وہ مجالس کی عدم ادائیگی سے

باخبر رہ کر کوشش کرتے رہیں۔ سہ ماہی کے اختتام کے علاوہ بھی قائدین اضلاع کو مجالس کے بجٹ و وصولی کے اعداد و شمار بھجوائے جاتے رہے۔ اس کے علاوہ قریباً ہر مرکز در مجلس کو ان کے ماہوار حساب کی اطلاع دی گئی۔

دورانِ سال ۲ ہفتہ جات وصولی کا اہتمام کیا گیا۔ دو سب مجالس کے لئے اور ایک زمیندار مجالس کے لئے۔

۱۴۔ شعبہ تحریک جدید

اس شعبہ کا کام تحریک جدید اور وقفِ جدید کی مالی تحریکات میں ہر خادم کو شامل کرنے کی تحریک و تلقین کرتے رہنا ہے۔ اس سلسلہ میں شعبہ ہذا نے مکمل ریکارڈ رکھنے کی پوری کوشش کی ہے۔ تحریک جدید اور وقف جدید کے متعلق آمدہ رپورٹوں کا اندراج علیحدہ علیحدہ رجسٹروں میں ماہ بماہ کیا جاتا رہا۔ دفتر تحریک جدید سے ضلع وار گوشوارہ جات لے کر قائدین اضلاع کو بھجواتے جاتے رہے۔ اس کے علاوہ انہیں گزشتہ سال کی فہرستیں مہیا کی گئیں، تا نئے سال کے وعدہ جات کی وصولی میں آسانی ہو۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر قائدین اضلاع و علاقہ کو گزشتہ سال اور سال رواں کے وعدہ جات کی وصولی کے موازنہ کی لسٹیں دی گئیں جس سے ان کے کام میں اور سہولت پیدا ہو گئی۔

سرکلرز اور اخباری اعلانات کے ذریعے مجالس کو توجہ دلائی جاتی رہی۔ "نگران بورڈ" کے فیصلہ کی تعمیل میں "سادہ زندگی" کے مطالبہ کو منظم رنگ میں جماعت کے سامنے پیش کرنے کے لئے "ہفتہ سادہ زندگی" (یکم تا ۷ر دسمبر ۱۹۶۳ء) منایا گیا۔ مجالس میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے اچھا کام کرنے والی مجالس کے عہدیداروں کو اسناد خوشنودی بھجوائی گئیں۔ یہ اسنادات وکالتِ مال تحریک جدید کی طرف سے خدام الاحمدیہ کے توسط سے بھجوائی گئیں۔

مرکزی شعبہ تحریک جدید نے مختلف مواقع پر مناسب لٹریچر کتابچہ "سادہ زندگی" اقتباس از تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ــــ پیغام محترم صدر مجلس اور محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی تقریر "تحریک جدید کے کام کی وسعت" وغیرہ چھپوا کر بھجوائے گئے۔

جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء کے موقع پر شبینہ اجلاس میں ۵۰ مختلف زبانوں میں تقاریر کروائی گئیں۔ اس شعبہ کی طرف سے دیگر مطالبات تحریک جدید کو بھی احباب جماعت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ ان مساعی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دفتر دوم کی وصولی سال بھر اضافہ کے ساتھ ہوتی رہی۔

۱۵۔ شعبہ مجالس بیرون

عرصہ زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل ممالک کی مجالس کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کے لئے مراسلت جاری رہی۔

جرمنی ــــ امریکہ ــــ ٹرینیڈاڈ ــــ
سیرالیون ــــ سناروے ــــ سیلون ــــ
گی آنا ــــ سوئٹزرلینڈ ــــ ہالینڈ ــــ
یوگنڈا ــــ کویت ــــ عراق ــــ ماریشس
ــــ ایران ــــ نائیجیریا ــــ جنوبی افریقہ ــــ

انڈونیشیا ــــ جاپان ــــ ٹانگانیکا اور انگلستان۔

نائب صدر صاحبان ممالک بیرون اور قائدین کی رہنمائی کے لئے ہدایات سائیکلوسٹائل کر کے بھجوائی جاتی رہیں۔ اسی طرح کارگزاری کے فارم ترجمہ کر کے بھجوائے گئے۔ بعض ممالک کی مجالس کو چندہ جات کی وصولی کیلئے رسید بکیں بھی بھیجی گئیں۔ خدام الاحمدیہ کے قواعد اور مختلف شعبہ جات کی سکیموں کا انگریزی ترجمہ کتابی شکل میں چھاپ کر مجالسِ بیرون کو بھجوایا گیا۔ نیز وکالتِ تبشیر کے ذریعے سے سب اور ضروری لٹریچر بھجوایا جاتا رہا۔

۱۶۔ شعبہ صنعت و تجارت

اِس سال پروگرام میں اِس شعبہ کے تحت ایک شق مرکز میں مختلف صنعتی تربیتی کلاسز کے اجراء کے متعلق تھی۔ چنانچہ اِس سال ایسی پانچ کلاسوں کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔ پہلی کلاس فضل عمر ہوسٹل ربوہ میں ۲۹ رنومبر سے ۴ ردسمبر ۱۹۶۳ء تک منعقد ہوئی جس میں فرنیچر پالش کرنے کا کام مکمل طور پر سکھایا گیا۔ "الفضل" میں اعلان کے نتیجے میں ۴۰ درخواستیں موصول ہوئیں مگر افسوس ہے کہ انتظامی مشکلات کی بناء پر صرف ۱۵ خدام کو اس کی تربیت دی جا سکی۔

۲۔ دوسری کلاس میں پھلوں کے رس سے "سکواش" تیار کرنا سکھایا گیا۔ یہ کلاس مہتمم صاحب مقامی کے تعاون سے ربوہ کے ۴ سنٹروں میں کھولی گئی اور مارچ کے آخری عشرے کے مختلف ایام میں ۱۲۰ خدام کو تربیت دی گئی۔ اِس کلاس کے نتیجہ میں امسال ربوہ میں گھر گھر سکواش تیار ہوا ہے۔

۳۔ تیسری کلاس میں رس سے سرکہ بنانا سکھایا گیا۔ اس کلاس میں ۱۵ خدام نے تربیت حاصل کی سکواش کی طرح ربوہ کی بعض مجالس نے سرکہ بھی تیار کیا۔ یہ کلاس تعلیم الاسلام کالج میں منعقد کی گئی۔

۴۔ چوتھی کلاس سے ربوہ کے علاوہ بیرونجات کے خدام نے بھی استفادہ کیا۔ مرکزی تربیتی کلاس میں روزانہ آدھ گھنٹہ صنعت وحرفت کے لئے وقت دیا گیا جس میں جلد سازی اور پین کی مرمت کے علاوہ عام ضرورت کی اشیاء کے فارمولے بتائے گئے۔ اِس کلاس سے پندرہ دن تک تقریباً ۱۰۰ خدام نے روزانہ استفادہ کیا۔

۵۔ پانچویں کلاس دارالصدر ربوہ میں جاری کی گئی۔ جس میں بید سے کرسی بننے کی عملی تربیت دی گئی۔ یہ کلاس یکم جون ۱۹۶۴ء سے ۱۰ر جون ۱۹۶۴ء تک جاری رہی۔ افسوس ہے کہ اعلان کے باوجود صرف ۵ خدام نے اس سے فائدہ اٹھایا۔

طلبہ اور نوجوانوں کو آئندہ زندگی میں پیشوں کے

صحیح انتخاب کے سلسلہ میں مشورہ کے لئے بیرونی مجالس کو ایسے ادارہ کے پراسپیکٹس بھجوانے کی اپیل کی گئی۔ لائلپور کی مجلس نے اس سلسلہ میں بڑی سرگرمی کا مظاہرہ کیا۔ میٹرک پاس طلبہ کو آئندہ تعلیم کے لئے مشورہ دینے نیز ٹیکنیکل لائن اختیار کرنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے لاہور، پشاور، لائلپور، راولپنڈی اور کراچی نیز مرکز میں ایسے بورڈ کی تشکیل کی گئی ہے جو طلبہ کو مفید مشورے دے اور کام حاصل کرنے میں مدد بہم پہنچائے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مشاورتی بورڈ اچھا کام کر رہا ہے اور امید ہے کہ آئندہ احمدی نوجوانوں کو اس کی وجہ سے بفضلہ تعالیٰ مستقبل کو بہتر بنانے میں کافی مدد ملے گی۔

۱۷۔ شعبۂ اطفال

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عرصۂ زیر رپورٹ ہر لحاظ سے اطفال الاحمدیہ کی بیداری اور ترقی کا سال ثابت ہوا۔ گزشتہ سال ۲۱۴ مجالس اطفال تھیں امسال ان کی تعداد ۳۴۵ تک بڑھ گئی ہے۔ گزشتہ سال ان مجالس سے ۲۵۰۰ اطفال کے کوائف مرکز میں موجود تھے، امسال ۵۴۳۴ اطفال کے کوائف مرکز میں ریکارڈ کئے گئے ہیں۔ شعبۂ اطفال کی کارکردگی کی رپورٹ علیحدہ فارم پر منگوانے کا سلسلہ گزشتہ سال سے شروع کیا گیا۔ گزشتہ سال ۶۰ مجالس نے کسی نہ کسی ماہ میں رپورٹ بھجوائی تھی، امسال ایسی مجالس کی تعداد ۱۰۲ ہے۔ ہر ماہ تقریباً ۵۰ رپورٹیں مرکز میں موصول ہوتی رہیں۔

اطفال کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے شعبہ ہذا نے امتحانات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس شعبہ کی طرف سے امتحانات "ستارۂ اطفال" — "ہلالِ اطفال" — "قمر اطفال" — اور "بدر اطفال" کے پرچے ۶۰۰ مجالس کو حسب سابق بھجوائے گئے۔ پہلی بار ۷۹ مجالس نے امتحانات کا انتظام کیا۔ پھر ستمبر ۱۹۶۳ء میں ۷۴ مجالس نے مئی ۱۹۶۴ء میں ۹۲ مجالس نے شرکت کی۔ امتحان "ستارۂ اطفال" میں ۲۱۹۵، "ہلالِ اطفال" میں ۱۸۸۰، "قمر اطفال" میں ۵۷۵، اور "بدر اطفال" میں ۲۱۳ اطفال شریک ہوئے۔ یہ چاروں امتحانات انشاء اللہ ہر سال ہوا کریں گے۔ نصاب کے لئے موزوں کتب تیار ہو گئی ہیں جس سے عہدیداران اطفال کو کافی سہولت ہو جائے گی۔

مجالس کی راہ نمائی کے لئے امسال ۱۲۴۳ خطوط، ۱۵۵ لٹریچر کے پیکٹ اور ۱۲۱ سرکلر بھجوائے گئے۔ الفضل، خالد اور تشحیذ الاذہان میں کل ۱۰۲ اعلانات کروائے گئے۔ رپورٹوں پر ماہوار تبصرہ کے علاوہ امسال تین سہ ماہی جائزوں کا انتظام کیا گیا۔ "بچوں کا شاندار مستقبل" نامی فولڈر ۲۰۰۰ کی تعداد میں شائع کر کے دوبارہ تقسیم کیا گیا۔ اسی طرح "احمدی بچوں کی عالمی تنظیم — اطفال الاحمدیہ" نامی کتابچہ بھی ۲۰۰۰ کی تعداد میں چھپوا کر مجلس مشاورت کے موقع پر تقسیم کیا گیا۔

مرکز میں شعبہ ہذا کے منتظمین کے ۱۲ اجلاس ہوئے۔ مجالس سے رابطہ قائم کرنے اور ان کی کارگزاری کا جائزہ لینے کے لئے مہتمم صاحب اطفال اور نائبین نے متعدد مجالس کے دورے کئے جن میں سے سیالکوٹ شہر و ضلع، لائلپور شہر و ضلع، شیخوپورہ شہر و ضلع، گوجرانوالہ شہر و ضلع، لاہور

شہر و ضلع، سرگودہا شہر و ضلع کی مجالس خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

"یوم والدین" کی تحریک بڑی مفید ہے۔ اس کو مضبوط بنانے کے لئے محترم صدرِ مجلس کے پیغامات شائع کئے گئے۔ بعض مجالس نے ان پیغامات کو خود بھی شائع کر کے وسیع پیمانے پر ان کی اشاعت کی۔ یوم والدین کے سلسلہ میں مختلف مقامات پر بکثرت جلسے منعقد کئے گئے۔

خدام الاحمدیہ کی تربیتی کلاسز اور اجتماعات میں اطفال بھی شریک ہوتے رہے۔ خود اطفال کی اپنی تربیتی کلاسز اور اجتماعات ۵۰ مجالس نے منعقد کرائے۔

امسال صدر انجمن احمدیہ نے -/۲۷۰۰ روپے اطفال کی تربیت کے لئے بطور گرانٹ عطا کئے جن میں سے -/۲۰۰۰ روپے کتب کی تیاری پر صرف کرنے کے لئے مختص کئے گئے۔ باقی -/۷۰۰ روپے سے تشحیذ کے حلقۂ اشاعت میں توسیع کی جا رہی ہے۔

اطفال الاحمدیہ کا بائیسواں مرکزی سالانہ اجتماع ۲۲-۲۳-۲۴ و ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو احاطہ دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ میں نہایت درجہ کامیابی سے منعقد ہوا۔ ۵۱۰۰ مجالس کے کل ۱۸۵۳ اطفال اس میں شامل ہوئے جن میں سے ربوہ کے اطفال کی تعداد ۱۲۴۰ تھی۔ گزشتہ سال کی نسبت یہ تعداد کچھ زیادہ ہے۔

۸۔ شعبہ اشاعت

خالد اور تشحیذ الاذہان کی اشاعت کے علاوہ جملہ مجالس کی قابلِ ذکر مساعی سے احبابِ جماعت اور دیگر افراد کو روشناس کرانے کا فرض شعبہ اشاعت کے ذمہ ہے۔ ہر دو رسالہ جات کو معنوی اور صوری لحاظ سے بہتر بنانے اور توسیعِ اشاعت کے لئے شعبہ ہذا مقدور بھر کوشش کرتا رہا۔ معیاری مضامین بھجوانے کی کوشش کو بھی علَمِ انعامی کے معیار میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس سکیم کے نتیجے میں کسی حد تک عمدہ نتائج نکلنے کی توقع ہے۔

مرکزی جرائد کے علاوہ مجلس کراچی کا سالانہ مصوّر انگریزی جریدہ "سوونیئر" بھی قابلِ ذکر ہے جو گزشتہ سات سال سے برابر ہر سال شائع ہوتا آ رہا ہے۔ امسال اکتوبر میں شائع ہونے والا شمارہ بھی سابقہ شماروں کی طرح بہت پسند کیا گیا۔

امسال خالد کے ۲۵۰ اور تشحیذ کے ۲۴۸ نئے خریدار بنائے گئے۔ خالد کی توسیعِ اشاعت کیلئے قیادت ضلع لاہور اور تشحیذ کے لئے مرکزی شعبہ اطفال نے خاص طور پر تعاون کیا لیکن افسوسناک پہلو یہ ہے کہ خریداروں کی طرف سے وی۔ پی وصول نہ ہونے کی وجہ سے یا خریداران کی اپنی خواہش کی بناء پر ۲۱۳ کی تعداد میں "خالد" اور ۱۴۴ کی تعداد میں "تشحیذ" بند کرنا پڑے۔ تاہم یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ امسال رسالہ جات کی آمد گزشتہ سال کی نسبت بقدر ۱۶۷۹٫۷۱ روپے زیادہ ہے۔ گزشتہ سال کی آمد ۹۰۱۳٫۰۸ روپے کے مقابلہ پر امسال اس طرح ۱۰۶۹۲٫۷۹ روپے آمد ہوئی۔

عرصہ زیرِ رپورٹ میں مجالس کی طرف سے تربیتی کلاسز، وقارِ عمل اور خصوصی تقاریب وغیرہ کی بغرضِ اشاعت موصول ہونے والی ۶۹ رپورٹوں کو شائع کرایا

گیا۔ اسی طرح ۱۰۳ مختلف اعلانات شائع کئے گئے۔ مجالس کی طرف سے موصول ہونے والی ماہوار رپورٹوں کے خلاصہ جات تیار کئے گئے اور ۶۵ مجالس کی مساعی کی رپورٹیں شائع کی گئیں۔ قائدین اضلاع کی مساعی کا خلاصہ اور جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کا سہ ماہی جائزہ، مجلس مرکزیہ کی سالانہ رپورٹ اور علم انعامی حاصل کرنے والی مجلس کی رپورٹ وغیرہ کی اشاعت کا انتظام کیا گیا۔

دوران سال ماہنامہ خالد کی ادارت کے فرائض مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب ادا کرتے رہے۔ نائب مدیر کے طور پر مکرم لطف الرحمن صاحب محمود نے خدمات سرانجام دیں۔

ماہنامہ تشحیذ الاذہان کے مدیر بدستور مکرم شیخ خورشید احمد صاحب رہے۔ مکرم قریشی محمد اسلم صاحب شاہد اور مکرم منصور احمد صاحب عمر نے نائب مدیر کی حیثیت سے کام کیا۔

۱۹۔ شعبہ صحت جسمانی

شعبہ ہذا کے تحت اس سال کی سکیم میں صفائی کی طرف خاص توجہ دینے کو خاص اہمیت دی گئی تھی۔ اس غرض کے لئے سال رواں میں "ہفتہ صفائی" کامیاب طریقے سے منایا گیا اور ٹریکٹ بعنوان "صفائی ایمان کا حصہ ہے" چھپوا کر مجالس کو بھجوایا گیا۔

احمدی کھلاڑیوں کے کوائف معلوم کر کے مرکز میں ریکارڈ رکھنے کے لئے جدوجہد کی گئی۔ اس سلسلہ میں مجالس نے پورے تعاون کا مظاہرہ نہیں کیا۔ تاہم کچھ احمدی کھلاڑیوں کے پتہ جات ریکارڈ کئے گئے ہیں۔ اس اہم کام کی طرف اگر مجالس توجہ کریں تو یہ اہم منصوبہ مکمل ہو سکتا ہے۔

اس سال ۲۵، ۲۶ اور ۲۷ ستمبر کو ربوہ میں "آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ" منعقد کرایا گیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ مقام مسرت ہے کہ ربوہ کی ٹیم نے پاکستان کی بہترین ٹیم یعنی ریلوے کو شکست دی۔ اس ٹورنامنٹ میں ملک کی تمام نامور ٹیموں نے حصہ لیا۔ اہل ربوہ کے علاوہ ماحول ربوہ کے معززین اور عوام بھی ٹورنامنٹ دیکھنے کے لئے آتے رہے۔ تمام کھلاڑی، اور بیرونی زائرین ربوہ کی پاکیزہ فضا اور حسن انتظام کا اچھا تاثر لے کر گئے۔

صحت جسمانی اور مختلف کھیلوں کے متعلق کوئی معلومات موجود نہ تھیں، اس سلسلہ میں متعلقہ کتب خریدی گئیں۔ خدام کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے ایک کتابچہ مرتب کیا گیا ہے جو خالد کے ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہو گا جس میں حفظان صحت کے اصولوں سے لے کر دنیا کی تمام کھیلوں کے کوائف اور ریکارڈز درج ہوں گے۔

مرکزی "ہیلتھ کلب" کا کوئی انتظام نہ تھا اس لئے مد مشروط آمد میں اتنا روپیہ بچا لیا گیا ہے کہ ربوہ میں اس سے کلب کا قیام ہو سکے۔ اس غرض کے لئے سامان خریدا جا رہا ہے۔ گزشتہ کئی سال سے مد مشروط آمد گرتی جا رہی تھی اور غالباً -/۱۰۰، -/۵۰ سے زیادہ آمد کا ریکارڈ نہیں۔ لیکن اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مد میں -/۲۲۰۰ روپیہ اکٹھا ہوا ہے۔

۲۰۔ مجالس کا باہمی مقابلہ کارگزاری

سال ۶۳-۱۹۶۲ء کے دوران بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر مجلس کراچی جملہ مجالس میں اول رہی تھی۔ چنانچہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو جلسہ سالانہ کے سٹیج پر اس مجلس کو ایک سال کے لئے "خلافت جوبلی علم انعامی" پیش کیا گیا۔ سال ۶۴-۱۹۶۳ء کی مساعی کے مقابلہ کا نتیجہ درج ذیل ہے:۔

ا۔ شہری مجالس:۔

اول مجلس ربوہ۔ دوم مجلس کراچی۔ سوم مجلس لائلپور

ب۔ دیہاتی مجالس:۔

اول مجلس لاٹھیانوالہ۔ دوم مجلس ترگڑی۔ سوم مجلس ہانڈو گجر

اسی طرح ضلعی قیادتوں کے مقابلہ میں گزشتہ سال کی مساعی کے لحاظ سے قیادت ضلع لائلپور و قیادت ضلع لاہور بہترین قرار پائیں۔ اجتماع خدام الاحمدیہ ۱۹۶۴ء کے موقع پر مقررہ انعام جاریہ انہیں پیش کیا گیا۔

مجالس اطفال کے مقابلہ میں گزشتہ سال کی طرح امسال بھی مجلس سیالکوٹ اول رہی۔ سالانہ اجتماع ۱۹۶۴ء کے موقع پر اس مجلس کو مقررہ علم انعامی دیا گیا۔

متفرق:۔ سالانہ اجتماع ۱۹۶۴ء کی شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق دوران سال مجلس مرکزیہ نے ایک نئی جیپ گاڑی خریدی جسے دوروں اور دیگر ہنگامی ضروریات کے مواقع پر استعمال کیا جاتا رہا۔ اس جیپ گاڑی کے باعث خدا کے فضل سے مجلس کو بہت سہولت ہو گئی ہے۔ اسی طرح دفتر مرکزیہ کے لئے دوران سال ایک نئی سائیکلوسٹائل مشین بھی خریدی گئی۔!

حرفِ آخر

عرصہ زیر رپورٹ کے پیش کردہ ضروری کوائف اور اعداد و شمار سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ نے اپنی تنظیم نوجوانوں کی تربیت اور اپنے کام کی وسعت کے لحاظ سے کس قدر ترقی کی ہے؟ ہمیں اس وقت کہاں ہونا چاہیئے تھا اور کہاں ہیں؟ آئیے اس کا جواب ہم اپنے دل سے پوچھیں۔ ہم میں سے کتنے ہیں جنہوں نے "خدام الاحمدیہ" کو ایک اہم "قومی تنظیم" کی طرح سمجھا اور اپنایا ہے؟ اس کے اغراض و مقاصد کو خود سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کی ہے اور اس کے مقدس نصب العین کا کس حد تک خود احترام کیا اور دوسروں سے کرایا ہے؟ آئیے اپنے فرض کو سمجھنے اور بطریق احسن سرانجام دینے کا نئے سرے سے اپنے قادر و قیوم خدا کے حضور عہد کریں۔ اس وقت دنیا کی نگاہیں ہم پر اس امید کے ساتھ اٹھتی ہیں کہ ہم اسلام کی تعلیم کے جیتے جاگتے نمونے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ہمیں اس امید کو پورا کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔ یہ کام بہت محنت، وقت اور شوق کا طالب ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کام صرف ہم نے ہی سرانجام دینا ہے ــــ یہ میدان صرف ہمارے لیئے ہی خالی پڑا ہے ــــ وقت کا تقاضا ہے کہ ہم جوش اور ولولہ کے ساتھ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور اس میں دیوانہ وار مصروف ہو جائیں کہ جہاں عقل کام نہیں کرتی وہاں جنون کام کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم اس لائحہ عمل کو پورا کرنے میں کامیاب ہوں جس کے لئے ہماری تنظیم قائم کی گئی ہے۔ آمین۔

خلاصہ سالانہ رپورٹ مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ

سال ۶۴-۱۹۶۳ء

کارکردگی کے لحاظ سے ربوہ کی مقامی مجلس خدام الاحمدیہ گزشتہ سال کی بہترین مجلس قرار پائی ہے
اس مجلس کی سالانہ رپورٹ کا نہایت مختصر عددی خاکہ بھی قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

شعبہ تجنید

تعداد اراکین ۱۱۸۲ ہے۔ خدام کے مطلوبہ کوائف مرکزی رجسٹر میں مکمل کروائے گئے۔

شعبہ اعتماد

مجلس مقامی اور حلقہ جات کے تحت ۱۶۶۵ اجلاس عاملہ اور ۲۲۵ اجلاس عامہ ہوئے۔ ۳۵۰۵ خطوط اور ۶۲ سرکلر بھجوائے گئے۔ بیس تربیتی اجلاس ہوئے۔ "یوم قادیان منایا گیا"، سہ ماہی پروگرام چھپوائے گئے، ماہانہ رپورٹیں سوائے ماہ نومبر کے بروقت بھجوائی گئیں۔ ہر سہ ماہی میں بلاک وار اجتماع ہوئے۔ مجلس کے دفتر کا افتتاح ہوا۔ مقامی پریس میں ۲۲، اعلانات چھپوائے گئے۔ سیرت قمر الانبیاءؓ پر پبلک جلسہ کیا گیا۔ حلقہ جات کے ۱۷۴ دورے کئے گئے۔

شعبہ تعلیم

قرآن مجید باترجمہ و ناظرہ اور نماز باترجمہ و سادہ

کے لئے بالترتیب ۴۰۔۴۰، ۱۴۳، ۱۵۴، اور ۱۶ خدام کے لئے مساعی کی گئیں۔ مجلس حسن بیان کے تحت قریباً ۶۰، اجلاس میں ۱۱۷ خدام کی تقریری مشق ہوئی اور مجلس انصار سلطان القلم کے تحت ۱۴۳ مضامین لکھے گئے۔ ۸، امتحانات میں خدام شامل ہوئے۔ چار حلقوں میں نائٹ کلاس جاری ہوئی۔ حلقہ جات کی درجن بھر لائبریریوں سے ڈیڑھ ہزار خدام نے استفادہ کیا۔ ۳۱۴ کتب کا اضافہ ہوا۔ مجالس میں درس کا سلسلہ جاری رہا۔ خدام مقامی تربیتی کلاس، مرکزی تربیتی کلاس اور تعلیم القرآن کلاس میں شامل ہوئے۔ سالانہ اجتماع میں مقامی مجلس کے ۲۵ خدام نے انعامات حاصل کئے۔ ۵۷، افراد کی خواندگی کا انتظام کیا گیا۔

شعبہ تربیت

نماز باجماعت کی حاضری ۷۵ فیصد ہے۔ ۱۰۹ خدام نے داڑھی رکھی۔ ۳۴۶ کو مختلف مکروہات سے منع کیا گیا۔ ۹۴ خدام نے سگریٹ نوشی ترک کی۔

۱۲ نے سینما بینی چھوڑی۔ ۲۵۰۰۰ ہزار کی تعداد میں ۲۳ تربیتی ٹریکٹ شائع کروائے گئے۔ ہر ماہ تربیتی لیکچر کروائے گئے۔ ۱۶' افراد نے وصیت کی۔

شعبۂ اصلاح وارشاد

۲۰۰۰۰' افراد تک پیغام احمدیت پہنچایا۔ ۲۵۰۰۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا۔ ۸۴۰ دن تبلیغ کے لئے وقف کئے گئے۔ ۱۳۰۰ تبلیغی خطوط لکھے۔ ۱۳۵' افراد نے بیعت کی۔ ۱۶۲' افراد حج سکیم کے ممبر بنائے۔ غیر از جماعت لوگوں میں الفضل کے ۱۳ خطبہ نمبر اور ۸ روزانہ جاری کروائے۔ دس ہزار کی تعداد میں پمفلٹ شائع کئے۔ ۸ مقامات پر سیرۃ النبی کے جلسے ہوئے۔ ۵۰ تبلیغی جلسے ہوئے۔ ربوہ کے نواح کا دورہ کیا گیا۔ ۳ مرتبہ یوم تبلیغ منایا گیا۔

شعبۂ تحریک جدید اور وقف جدید

ہر دو تحریکات کے وعدے لئے گئے (تحریک جدید ۵۷ ہزار اور وقف جدید ۲۲ ہزار)۔ ۱۲ جلسے مطالبات تحریک جدید کو واضح کرنے کے لئے ہوئے۔ ۱۷۶ روپے مساجد بیرون کے لئے اکٹھے ہوئے۔ ہفتہ وقف جدید اور تحریک جدید الگ الگ منایا گیا۔ ۱۷ خدام نے وقف کا وعدہ کیا۔ عشرہ تحریک جدید اور ہفتہ سادگی بھی منایا گیا۔

شعبۂ خدمت خلق

۱۶۱۶۵ روپے بطور قرضہ حسنہ دیئے گئے۔ ۶۷۰ مریضوں کی عیادت کی گئی۔ ۱۰۶۳ روپے سے غرباء کی امداد کی گئی۔ چھ حادثات کے مواقع پر اور عام طور پر قریباً ۹ ہزار افراد کو مفت طبی امداد دی گئی۔ ٹھنڈے پانی کے لئے چالیس من برف کا اہتمام کیا۔ جس سے نصف لاکھ لوگ مستفید ہوئے۔ ایک نلکا لگایا۔ ۷۰۰ روپے صدقات میں دیئے۔ ۵۰۴' افراد کو کھانا کھلایا۔ ۱۲۱ طلبہ کی امداد نقد اور بذریعہ ٹیوشن کی۔ ۶۳ گم شدہ بچے ڈھونڈے۔ ۳ ڈسپنسریاں قائم ہیں۔ ۳۲۱ پارچات، ۳۰ جوڑے جوتے، ۲۴۳ گز کپڑا تقسیم کیا گیا۔ ۵ مواقع پر آگ بجھائی گئی۔ ۵۷۰ مریضوں کو ٹیکے لگوائے گئے۔ ۳۴۱ جنازوں میں شرکت کی گئی۔

شعبۂ وقار عمل

کل ۲۱۳ وقار عمل منائے گئے۔ ۲ دفعہ ہفتہ شجر کاری منایا گیا۔ ۱۶ مساجد کی صفائی کی گئی۔ بہشتی مقبرہ میں چھ صد سے زائد خدام نے ۱۹ گھنٹے صبح و شام کام کیا۔

شعبۂ صحت جسمانی

کل سات ٹورنامنٹ ہوئے۔ جملہ خدام کا طبی معائنہ کروایا گیا۔ ۱۲ تفریحی ٹرپ منائے گئے۔ ۳۱ کلوا جمیعا کے پروگرام بنائے گئے۔ ہفتہ صفائی میں ایک ہزار پمفلٹ تقسیم کئے۔ سات گیموں کے کھیلے جانے کا انتظام ہے۔

شعبۂ صنعت و تجارت

۲۴ مختلف ہنر یا فنون ساڑھے چار صد سے زائد خدام نے سیکھے۔ دس اشیاء میں قریباً تین ہزار روپے کی تجارت کی گئی۔ ۴۰۰ روپے منافع ہوا۔ ۷۰۰ روپے اپنے پیشہ کے علاوہ خدام نے کمائے۔

شعبۂ اشاعت

مضامین و نظمیں برائے اشاعت اور خطوط برائے اشاعت کی تعداد بالترتیب ۸۵ اور ۲۹ ہے۔ خالد و تشحیذ کے بالترتیب ۴۸، اور ۹۲ خریدار بنائے۔ دیگر اخبارات و رسائل کے ۹۶ خریدار بنائے۔ ۷۰۰ کتب خریدی گئیں۔ ۱۸۰۰۰ کی تعداد میں پمفلٹ شائع کئے گئے۔ الفضل میں ۲۴ مواقع پر اعلانات و خبریں چھپوائی گئیں۔

شعبۂ عمومی

۴۰ دفعہ جنرل نگرانی کا انتظام کیا گیا۔ ۶۷ متنازعہ امور کا تصفیہ کیا گیا۔ ۶۱۰، اور ۱۷، افراد کو بالترتیب سگریٹ اور سینما سے منع کیا گیا۔ سالانہ اجتماع اور قصر خلافت پر پہرہ کا انتظام کیا گیا۔ سوا دو صد کے قریب خدام نے مختلف مواقع پر ڈیوٹی دی۔ ڈیڑھ صد افراد کو تربیتی مشورے دیئے گئے۔

شعبۂ مال

بجٹ بروقت بھجوایا گیا اور سو فیصدی چندہ مجلس وصول کیا گیا۔ حسابات کی چیکنگ کروائی گئی۔ ۲۵۰ خطوط لکھے گئے اور ۱۰ سرکلر بھجوائے گئے۔

شعبۂ اطفال

اطفال کی تعداد ۹۰۰ ہے۔ چار مقامی اجتماع ہوئے۔ سالانہ مرکزی اجتماع میں بھی اطفال نے حصہ لیا۔ تین مرکزی امتحانات میں اطفال شامل ہوئے۔ ناظم اطفال نے ۴۰ دورے حلقہ جات کے کئے۔ اطفال کے ۱۲ عام اجلاس ہوئے۔ ۲۶ خطوط لکھے گئے اور ۳۶ سرکلر بھجوائے گئے۔

پچاس فی صد اطفال نماز با ترجمہ اور ۹۰ فیصد نماز سادہ جانتے ہیں۔ پچاس فی صد قرآن مجید ناظرہ اور بیس فی صد با ترجمہ جانتے ہیں۔ نماز باجماعت میں حاضری ۸۰ فی صد کے قریب ہے۔

۴ علمی تقریری مقابلے ہوئے۔ بلاک اور اجتماع اور کھیلوں کے مقابلے کروائے گئے۔ ۵۰۰۰ مسافروں کی راہنمائی کی گئی، ۱۰،۰۰۰ سے زائد افراد کو پانی پلایا گیا۔

۲۰۰، اطفال نے بیماروں کی عیادت کی۔ ۱۰۰۰ مسواکیں حلقہ جات میں تقسیم کی گئیں۔

۴، اجتماعی وقار عمل ہوئے۔ ہفتہ صفائی اور شجرکاری منایا گیا۔ ۱۰۰ سے زائد تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ ۱،۰۰۰ سے زائد تبلیغی پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ یوم تبلیغ اور یوم قادیان منایا گیا۔ پچاس کے قریب اطفال نے مختلف ہنر سیکھے۔

خالد کے "خلافت ثانیہ نمبر" کے متعلق قارئین کی آراء

(بقیہ صفحہ ۴۲)

پیغامات، متفرق علمی اور تاریخی مضامین، نادر تصاویر، منظومات کا مجموعہ اور پھر ان سب کا تنوع اور تفرد اور اسی طرح لکھنے والوں میں قریباً قریباً ہر طبقہ کی نمائندگی نے پرچہ کو ایک خصوصی شان بخش دی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ خالد کا ہر شمارہ اسی طرح روشن و تابناک اور ضخیم شکل میں نظر نواز ہوتا رہے۔۔۔۔

بہر حال اس پرچہ پر دلی مبارکباد عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے ساتھیوں کے ذریعہ خدام الاحمدیہ کے اس دور میں خالد کے مستقبل کو اور زیادہ شاندار اور روشن تر کر دے۔"

۷۔ محترم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلادِ عربیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"ماہنامہ خالد کے خصوصی شمارہ "خلافت ثانیہ نمبر" کے مضامین جدت اور جاذبیت کو لئے ہوئے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذاتِ مبارک کے متعلق ذاتی حالات اور کوائف بہت ہی ایمان افروز ہیں۔ دوسرے مضامین علمی اور تحقیقی خصوصیات کے حامل ہیں۔ خلافت ثانیہ کے نمایاں کارنامے اور حضور کی عظیم الشان خدمات کا تذکرہ بہت ہی دلچسپ اور ٹھوس رنگ میں کیا گیا ہے۔ بلاشبہ خالد نے ترقی کی طرف نمایاں قدم اٹھایا ہے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء"		(باقی)

Regd. No. L. 5830 FEBRUARY 1965 . Telephone :

Monthly KHALID Rabwah

Title Printed at Nusrat Art Press, Rabwah.